رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۱

معارف

مجلس دار المصنفین کا ماہوار علمی رسالہ

مرتبہ

سید سلیمان ندوی

قیمت - پانچ روپیہ سالانہ مع محصول

مطبع معارف میں چھپکر

دفتر دار المصنفین اعظم گڈھ سے شائع ہوا

عدد اول	ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء مطابق ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۸ھ	مجلد پنجم

مضامین

(۱) شذرات ۲ - ۶

(۲) سورۂ یوسف کی گذشتہ تفسیر پر نقد و استدراک، جناب مولانا حبیب الرحمن خان شروانی، ۷ - ۱۴

(۳) عہد اسلامی میں ہندوستان کی جہازرانی جناب محمد یوسف صدیقی ایم بی آر ایس، ۱۵-۲۴

(۴) مسئلۂ زر، مفتی مقبول احمد صاحب رئیس سندیلہ ۲۵-۳۵

(۵) چارلس ڈاروِن مولوی محمد سعید صاحب انصاری ۳۶-۴۴

(۶) محمد تغلق کا دورِ حکومت پروفیسر گارڈنر براؤن ۴۵-۵۷

(۷) مذہب و اصلاح نظام تمدن ۵۸-۶۵

(۸) اخبار علمیہ ۶۶-۶۹

(۹) ادبیات ۷۰ - ۷۱

(۱۰) تقریظ و انتقاد مولوی عبدالحی ندوی بی ایس سی، ۷۲ - ۷۸

(۱۱) مطبوعات جدیدہ ۷۹ - ۸۰

جدید مطبوعات

سیرۃ عمر بن عبدالعزیز، خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی سوانح عمری، انکے مجددانہ کارنامے، بنوامیہ کی تاریخ و طرز سیاست کی تفصیل اور انکے معائب و محاسن کا موازنہ، از مولانا عبدالسلام ندوی۔ قیمت عہ

منیجر

کتبخانۂ دار المصنفین

شبلی نعمانی

دستۂ گل، مولانا کی فارسی غزلون کا مجموعہ ۳ر

برگ گل، مولانا کے آخری زمانہ کے فارسی قصائد اور غزلون کا مجموعہ ۴ر

قصیدۂ امرتسر، امرتسر کے جلسہ ندوۃ العلما میں مولانا نے جو فارسی قصیدہ پڑھا تھا، طبع نگین ۲ر

مجموعۂ کلام شبلی اردو ۱۲ر

مثنوی صبح امید اردو ۴ر

مولانا حمید الدین صاحب بی اے

تفسیر سورۂ تحریم ۴ر

تفسیر سورۂ قیامہ ۳ر

تفسیر سورۂ والشمس ۴ر

تفسیر سورۂ والکافرون ۴ر

تفسیر سورۂ والعصر ۳ر

ديوان حمید ۔۔۔ ر

خرد نامہ ۔۔۔

تحفۃ الاعراب عربی کی نحو جدید اردو نظم مین ۲ر

ديوان الفیض

عربی کلام ۔۔۔ ر

شذرات

ٹ کے ایک ریویو سے معلوم ہوا کہ حال مین ایک نومسلم فرنچ میسو ڈینا اور ایک
ہیم نے مشترک محنت سے انگریزی مین سیرۃ نبوی پر ایک ضخیم کتاب تالیف
ف محمد دی پرافٹ آف اللہ" (سیرت محمد رسول اللہ) ہے، کتاب کی ارزان
نگ (۴۰ روپیہ) اور نفیس ایڈیشن کی قیمت ۸ پونڈ ۸ شلنگ (سو روپیہ سے
ی کا سبب غالباً یہ ہے کہ کتاب مین مسلمانون کا نظام تمدن وطرز معاشرت
ت سے دی گئی ہین، ٹائمز کے ریویو نگار کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ انداز
یروی کیگئی ہے، اور زمانہ لحال کی ضروریات ومقتضیات کو بالکل نظر انداز
توکیا منقولی ومعقولی حیثیات کی جامعیت کا امتیاز صرف علامہ شبلی مرحوم کی
فرانس مین پیرس بک کلب کی جانب سے شائع ہوئی ہے۔

رای، جی، براؤن، مشرقی علم وادب کی جو گرانقدر خدمات انجام دے رہی ہین
ال مین لکھنؤ کے ایک ہونہار نوجوان تکمیل تعلیم کی غرض سے کیمبرج گئے ہین
ن اس نامور مستشرق کا کچھ تذکرہ کرتے ہین جو امید ہے کہ اکثر ناظرین کیلئے
ین:-

براؤن سے درخواست کی کہ وہ گب موریل سیریز کے مطبوعات دار المصنفین کو

بھیجتے رہین، غالباً آپ بھی اسے پسند کرین اور دار المصنفین کے مطبوعات انکے پاس بھجوا دین۔ براؤن بالکل مجذوب منش شخص ہین، مین پرسون انکے پاس گیا تھا اس غرض سے کہ اپنا عربی کا امتحان کرالون تاکہ داخلہ کے امتحان سے جلد نجات ہوجاے۔ مگر وہ اپنی قوت گویائی کے آگے دوسرے کی سماعت نہین کرتے، اور موضوع اسقدر جلد بدلجاتا ہے کہ برابر سلسلہ جاری ہی رہتا ہے، کئی بار عرض مدعا کی کوشش کی مگر جواب مین البیرونی کے کارنامے، ابن باجہ کے کمالات اور مسئلہ دوران خون پر ایک لکچر سننا پڑا۔ . . . موصوف نے مجھے دو کتابون کے نام دیئے ہین کہ ہندوستان کے کتبخانون مین انہین تلاش کرو اگر انکی اصل مستعار مل سکے تو فبہا ورنہ انکی نقل یا فوٹو حاصل کئے جائینگے:-

(۱) الحاوی لابی محمد زکریا الرازی،

(۲) فردوس الحکمۃ لعلی بن ربان الطبری

یہ طب کی کتابین ہین، براؤن آجکل مشرق کی طبیعیات پر ایک کتاب لکھ رہے ہین، وہ یہان کے ایم اڈی ہین اسلئے طب مین بھی کافی استعداد رکھتے ہونگے"

انگلستان کا سب سے زیادہ معزز ماہوار رسالہ نائنٹینتھ سنچری ہے جو چالیس سال سے زاید علم و فن، ادب وسیاست کی نہایت سنجیدہ خدمات ادا کر رہا ہے، اور جسکے مضمون نگارون کی فہرست مین ہمیشہ انگلستان کے مشاہیر عصر ہکسلے، ٹنڈل، گلیڈاسٹن، لارڈ ٹینیسن وغیرہ کے نام نظر آتے رہے ہین حال مین اسکی عنان ادارت ڈیوک آف نارتھمبرلینڈ کے ہاتھ مین آئی ہے جو ولایت کے نامور رئیس ہین، کیا ہماری قوم کے کسی نواب یا راجہ سے توقع ہوسکتی ہے کہ وہ اپنی زبان کے کسی سنجیدہ پرچہ کے فرائض ادارت کو ایک لمحہ کے لئے بھی سنبھال سکیگا؟

ایم، ڈی، ایف، آر، سی، پی، اسوقت برطانیہ کے ایک مستند ماہر طب مغربی ہین چند رو
سرطان کے علاج پر ایک کتاب شایع کی ہے جسمین شواہد کی کثرت اور دلائل کی قوت
ہے کہ مرض سرطان کا علاج اپریشن (عمل جراحی) کے ذریعہ سے ایک مہمل و نامعقول
سلیے کہ اس مرض کا اصل سبب فساد خون ہے اور وہ جب تک دفع نہ کیا جائیگا اسکے
دینا ہی نہین کہ قطعاً بے اثر رہیگا بلکہ اس طریق سے زہر برابر پھیلتا رہیگا، تاآنکہ مریض کا
موصوف نے اس مسئلہ پر محض نظری و استدلالی حیثیت سے بحث نہین کی ہے بلکہ
واعداد فراہم کر کے یہ دکھایا ہے کہ کسی مریض کو اس طریقہ علاج سے شفا ہوئی ہی نہین ہے
کے خدمتگزار دن نے آج تک جب کبھی اس قسم کی لب کشائی کی جراءت کی ہے تو ہمیشہ
سے دیا گیا ہے، دیکھنا ہی کہ قوم آذر اس تیشہ خلیل کا کیونکر مقابلہ کر سکتی ہے؟

کا قیام ہندوستان کی تعلیمی تاریخ مین ایک خاص اہمیت رکھتا ہے، لکھنؤ یونیورسٹی
ہوم روبی" دلائیگی بلکہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے ہندوستان کے لئے ایک بالکل
کا تقرر، اور تعلیم و تدریس کے اصلی فرائض تمامتر یونیورسٹی کے ذمہ رہین گے، کالجون
یا دارالاقامہ کی رہ جائیگی، طلبہ بجاے اپنے گھرون پر رہنے کے انہین کالجون مین
کوئی درسگاہ ملحق نہ ہوسکیگی، کالجون سے ایف، اے کی جماعتین نکال دی جائینگی،
بجاے دو سال کے تین سال ہوجائیگی، غرض اس قسم کے بیسیون تغیرات ہونگے
تک ناآشنا تہا، ملک منتظر رہیگا کہ یہ جدید تجربات کس حد تک مفید و کامیاب

کمالات علم و ادب کے اعتراف کے لئے اسوقت یورپ کے ہاتھ مین سب سے بڑا مادی صلہ نوبل پرائز ہے جسکا ہر انعام ایک ایک لاکھ روپیہ سے اوپر کا ہے اور جسکا فیصلہ ہالینڈ مین ایک کمیٹی کرتی ہے، جسمین یورپ کی ہر قوم کے کاملین فن کی نیابت موجود ہے۔ حال مین اسکے انعامات بابت سائنس کا اعلان ہوا ہے طبیعیات مین ۱۹۱۸ء کا نوبل پرائز پروفیسر پلینک (برلن یونیورسٹی) کو، اور ۱۹۱۹ء کا پروفیسر اسٹارک (گریفسوالڈ یونیورسٹی) کو، اور کیمیائیات مین ۱۹۱۸ء کا پروفیسر ہیبر (برلن یونیورسٹی) کو ملا ہے، یہ عجیب اتفاق ہے کہ یہ تینون اشخاص جرمن ہین، یا کم از کم جرمن یونیورسٹیون سے تعلق رکھتے ہین، ناظرین کو یاد ہوگا کہ ایک بار ایک انکا ہموطن بھی اس اعزاز کا مستحق قرار پاچکا ہے، (رابندرا ناتھ ٹیگور)

انگلستان مین رشنلسٹ الیسوسی ایشن (انجمن عقلیئن) مدت سے قائم ہے، جسکی رکنیت کا اصل الاصول یہ ہے کہ عقل کو نقل پر، دلیل کو عقیدہ پر، درایت کو روایت پر مقدم سمجہا جاسے، گو عملاً اس انجمن کے اکثر ارکان صرف مذہب کی مخالفت اپنا فرض سمجھتے مین، انجمن مذکور کے بعض ارکان اہل ہند بھی ستھے، لیکن اتبک اس قسم کی کوئی مستقل انجمن ہندوستان مین نہ تھی، مگر اب چند ماہ ہوے کہ اسی نمونہ پر ایک انجمن انڈین رشنلسٹک سوسائٹی کے نام سے کلکتہ مین بھی قائم ہوئی ہے، اور انجمن کی جانب سے ایک مختصر ماہانہ رسالہ بھی انگریزی مین نکلنے لگا ہے، انجمن کی مجلس انتظامی کے ارکان کلکتہ کے بیرسٹر د گریجویٹ وغیرہ ہین جنمین ایک صاحب مسلمان ہین، رسالہ مذکور کا اتبک صرف پہلا نمبر ہماری نظر سے گذرا ہے، اسلیے انجمن کے طرز عمل کے متعلق کوئی راے قطعیت کے ساتھ نہین قائم ہوسکتی تاہم انجمن اگر اپنے اصول کے اندر محدود ہے اور خوانخواہ اہل مذاہب سے الجھنا اپنا فرض نہ قرار دے لے تو اسمین شبہہ نہین کہ اسکے لئے مفید کام کرنے کا بہت وسیع میدان موجود ہے، یہ دیکھکر ایک حد تک اطمنان ہوتا ہے کہ انجمن کے سرپرست سرجان ووڈرف مشہور جج ہائیکورٹ کلکتہ ہین جو اپنی سنجیدگی

…لم وفضل، بے تعصبی، رواداری کا اپنی تحریرون مین ایک سے زاید بار ثبوت دیچکے ہین امید
…ا کی رہنمائی مین پرجوش نوجوان ارکان انجمن اپنے حدود سے تجاوز نہ کرینگے۔

…ان کے بعض خوش فہمون کے نزدیک تو شعرالعجم، پروفیسر براؤن کی کتاب کا سرقہ ہے
…ت ہے کہ خود پروفیسر موصوف، شعرالعجم سے اخذ واستناد کرتا ہے، مسٹر براؤن کے ایک
…پنے تازہ عنایت نامہ مین لکھتے ہین:-

…سٹری آف پرشیا کی تیسری جلد تقریباً شایع ہوگئی، اسکے پروف دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا،
…ے بہت کچھ اخذ کیا گیا ہے، غالباً شبلی پہلے ہندوستانی ہین جنکی تعریف براؤن کی زبان سے

…ن مین اس خبر سے جو شدید صدمہ پیدا ہوا ہوگا اسکا ہم اندازہ کرسکتے ہین!

مقالات

تفسیر سورۂ یوسف
پر
استدراکات وانتقادات

از جناب مولانا حبیب الرحمن خان صاحب شروانی صدرالصدور دولت آصفیہ

ربیع الآخر سنہ کے معارف مین ایک مضمون سورۂ یوسف کی چند آیات کے متعلق شایع ہوا ہے مضمون بالا کے دو حصے ہین، اول قدیم تفسیر کی متعلق جرحین، دوم خود مضمون نگار صاحب کی تفسیر مین دونون حصون کی بابت بحث کرنا چاہتا ہون[1]۔

حصہ اول مین حسب ذیل جرحین قدیم تفسیر پر کیگئی ہین،

(۱) مکر کے معنی صحیح نہین لیے گئے،

(۲) یہ تاویل صحیح نہین کہ زنان مصر نے جبلہ طعن واعتراض سے حضرت یوسف کو دیکھنا چاہا،

(۳) پہلے سے یہ یقین کرلینا ناممکن ہے کہ انسان مختل الحواس ہوکر کیا حرکت کرنے لگیگا، اعجاز جمال دیکھنے کے لئے چھری ہاتھون مین دینے کی ضرورت نہ تھی، یہ قرین قیاس نہین کہ کہانے کے کاٹنے کے لئے چھریان دیگئی ہون تو ایک ہی وقت مین سب عورتین کہانے مین مشغول ہوگئین، مختلف الاحساس عورتون کے ایک ہی اثر ہونا ضروری نہ تھا،

---

[1] آیات مولہ کے متعلق حسب ذیل تفاسیر کے مطالعہ کرنیکے بعد یہ مضمون لکھا گیا ہی، معالم التنزیل بغوی، مفاتیح الغیب رازی، نور التنزیل بیضاوی، مدارک التنزیل نسفی، جامع البیان، الدر المنثور سیوطی، تفسیر ابن کثیر، تبصر الرحمن مہائمی، غرائب القرآن نیسابوری،

ن دجمال کے نظارے سے ایسا مدہوش ہونا کہ انسان اپنے تیئن زخمی کرلے، ابتدار آفرینش سے
ین تنا گیا،
اعتراضون کا سلسلہ اس عبارت پر ختم ہوا ہے کہ اس تفسیر مین عورتون کے الزام کو اور انکے
جس شکل مین بیان کیا گیا ہے، غیر منقوص اور خلاف سیاق وسباق ہونے کے علاوہ سراسر
در خلاف عقل ہے،
دوم کا خلاصہ یہ ہے کہ الفاظ قرآن سے جو "غالب گمان" ہوتا ہے، متبادر ہوتا ہے، اسکے
ن،
حضرت یوسف کی دعا، دوم جن الفاظ مین زلیخا کے بہکانے کا ذکر ہے، ان مین تمام
عل کا ذکر کیا گیا ہے، سوم فذلکن الذی لمتنی فیہ چہارم ثم بدالہم مابعد ما راوا الایات الخ
ریف کے الفاظ انکن صواحب یوسف،
ان اعتراضون کا جواب دیتے ہین جو قدیم تفسیر پر کئے گئے ہین،
کر کے، مفسرین نے تقریبًا بالاتفاق لکہا ہے کہ اس مقام پر مکر کے معنی غیبت کے ہین،
مہ زمخشری بھی کشاف مین یہی لکہتے ہین، علامہ کے الفاظ یہ ہین (بمکرھن) اغتیابھن سوٴ قالتھن
ین صاحب مضمون کا کوئی اعتراض باقی نہین رہا، ہان اس معنی کے بیان کرنے کے بعد ضمنًا
ن کیا ہے کہ یہ بہی مراد ہوسکتی ہے کہ عورتون نے اس ناصحانہ طعن کے پردے مین یہ رمز
سکے اثر سے متاثر ہوکر زلیخا یوسف علیہ السّلام کو دکہلا دیگی، یہ ایک لطیف پیرایہ حصول مدعا
ت انسانی کے مطابق ہے، آج بھی دیکہا جاتا ہے کہ طعن کے ذریعہ سے انسان مضطر ہوکر
لہدیتا ہے، گواہون سے جرح جن جن پیرایون مین کیجاتی ہے ان مین ایک موثر طریقہ یہ بھی ہے
ہے کہ بسا اوقات گواہ طعن سے متاثر ہوکر دل کی بات کہہ ڈالتے ہین، خلاصہ یہ کہ طعن کے

اثر سے انکار ممکن نہین، اب رہا یہ اعتراض کہ یوسف علیہ السلام پردہ نشین نہ تھے، نہ زنان مصر مین ایسا پردہ ثابت ہے کہ وہ کھڑکی سے بھی نہ جہانک سکین نہ دروازہ سے تاک سکین، اس اعتراض کے وقت اس امر کو پیش نظر نہین رکہا گیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام عزیز مصر کے پاس احترام سے رہتے تھے، ناکری شواہد سے انکی جلالت شان پائی جاتی ہے، امرار و نواب کے رہنے سہنے کا جو طریقہ پہلے تمادہ ایسا تہا کہ عامۂ خلائق سے علٰحدہ قلعون اور بڑے بڑے محلون مین رہتے تھے، عامۂ خلائق کے سامنے بجز خاص خاص مواقع کے بہت کم ظاہر ہوتے تھے، خلفائے بنی عباس مین عرصہ تک یہی دستور رہا کہ دربار بھی پس پردہ بیٹھ کر کرتے تھے، حکم واحکام حاجب کے ذریعہ درباریون تک پہنچتے تھے، مامون رشید نے اس رسم کو توڑا، اس حجاب دانزوا کا نتیجہ یہ ہوتا تہا کہ مخلوق فرمانرواؤن کے دیکہنے کی دل وجان سے مشتاق رہتی تھی، نواب کلب علیخان مرحوم کی سواری حالت صحت مین جب کبھی نکلا کرتی تھی تو تماشائیون کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگ جاتے تھے، سلطان عبدالحمید خان مرحوم کی جمعہ کی سواری یورپ وامریکہ سے سیاحون کو کہینچ کہینچ کر قسطنطنیہ پہنچاتی تھی، اہل یورپ باوجود کوشش کے انکی تصویر کہینچنے مین کامیاب نہ ہوسکے، یہ مثالین اس زمانہ کی ہین، خیال کرو اسوقت کو جب مصر مین فراعنہ کا دور دورہ تہا جو خدائی کے دعوے رکہتے تھے، کیا انکے شاہزادے بے تکلف گلی کوچون مین مارے مارے پہرتے تھے، اور ایسی عام چیز تھے کہ انکے دیکہنے کو نہ کوئی مشتاق ہوسکتا تہا، اور نہ کسی کے دل مین انکے دید کی تمنا ہوسکتی تھی، اس حفظ شان کے ساتھ ملاؤ اس واقعہ کو کہ حضرت یوسف کی جمال کی شہرت تمام مصر مین ہے، عزیز مصر کی عورت کا اُن پر مفتون ہونے اور متاع ہوش ہار بیٹھنے کا چرچہ کو بکو ہے، اس حالت مین زنان مصر کا مشتاق دیدار ہونا اور زنانہ اہانت سے ایک طعن کے لطیف پیرایہ مین حصول مدعا کی سبیل نکالنی کیا ایسا خلاف عقل امر ہے کہ اسکو لکہہ کر مفسرین دائرہ عقل سے خارج ہوگئے، تھیٹرون مین نامور ایکٹ کرنیوالون کے دیکہنے کے مشتاق ہوکر بسا اوقات لوگ ہستی سے گذر جاتے ہین، اور یہ دن رات کا مشاہدہ ہے،

ں بہت سے شواہد مل سکتے ہین،

یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے حفظ مرتبہ جلالت شان، انکے سر بازار پھرنے کو مانع تہا،
رزوے دیدار پیدا کرنے کے لئے کافی تھی، ان دونون باتون کے پیش نظر رکہنے کے بعد
ں اعتراض سے پاک ہوجاتا ہے، اسپر قوی شہادت یہ ہے کہ ان کا قول سن کر زلیخا پر جو
وکت دعوت کا سامان کرکے ان عورتون کو بلایا اور یوسف علیہ السلام کو سامنے کردیا، انہون
نے (جو حسن و عشق کی رمز شناس تھی) سمجہا،

آن کس است اہل بشارت کہ اشارت دادند

ے کاٹنے کے واقعہ پر جن جن پیرایون اور پہلوؤن پر اعتراض ہے، وہ مفسرین کا مقبول
مقبول قول یہ ہے کہ زلیخا نے سامان دعوت آراستہ کی، مہمانون کے لئے تکیے مہیا
کاٹنے کے لئے ہر ایک کے ہاتھ مین ایک چھری دی، جب وہ کہانا یا میوہ کاٹ ہی رہی تین
علیہ السلام کو سامنے کردیا، مہمان عورتین انکو دیکہکر مبہوت ہوگئین گہبرا گئین، چھری
ہاتھون پر چل گئی، وہ یہ نہین کہتے کہ چھری اسلئے دیگئی تھی کہ دیکہکر ہات کاٹ ڈالینگی،
حب مضمون کے اعتراضات وارد ہوسکتے تھے، بعض مفسرین نے یہ پیرایہ اختیار کیا ہی
ف کرکے، بہرحال قول مقبول وہی ہے جو اوپر بیان ہوا، اور اسپر اعتراض وارد نہین ہوتا۔
ن سے عورتون کا متاثر ہوکر ہاتھ کاٹ لینا بالکل خلاف قیاس ہے اور ابتدا سے
ک ایسا نہین سنا گیا۔

ا جواب تو یہ ہے کہ غالباً ہر شخص پر یہ واقعہ گذرا ہوگا کہ چاقو سے قلم بنا رہا ہے یا کوئی
ہے کہ خیال دوسری طرف منتقل ہوگیا، اور چاقو سے ہات کٹ گیا، اگر ایسا ہی اسوقت
عورتین حضرت یوسف کو دیکہکر انکے دیکہنے مین مصروف و محو ہوگئی ہون اور بجاے

تریخ کے انکے ہاتھ مین چھری لگ گئی ہو تو کون امر خلاف قیاس ہے، یہ تو چھری سے ہات مین زخم آجانا تہا لوگ ولولۂ محبت مین کنوؤن مین گر کر، گلا کاٹ کر، زہر کہا کر جان دیدیتے ہین، یہ روزمرہ کے واقعات ہین جہان چاہو کوتوالی کی خبرون مین دیکہہ لو،

شیخ علی حزین نے اپنی سرگذشت مین شیراز کا چشم دید واقعہ لکہا ہے کہ ایک درویش سر بازار بیخودی عشق کی حالت مین اپنے جسم پر بے تکلف چھری کے زخم مارتا تہا، اور زخم کے لگنے پر محسوس ہوتا تہا کہ وہ اس سے لذت یاب ہو رہا ہے، شیخ کو رحم آیا اور لوگون کو ملامت کی کہ کیون چھری اسکے ہاتھ سے نہین لے لیتے، جواب ملا کہ چند بار کوشش کی، ہر بار حالت عجز و اضطراب مشاہدہ ہوئی چھری ہاتھ سے نکلی کہ جان بدن سے نکلی، مجبوراً چھوڑدیا، چند روز تک یہ عالم رہا، آخر ایک بار چھری پیٹ پر پڑ گئی، آنتین کٹ گئین اور کام تمام ہوگیا،

حضرت یوسف کا جمال باکمال احادیث صحیحہ سے ثابت ہے، اس کمال جمال کے ساتھ نور نبوت و عفت کی لمعان، اور عورتون کا پہلے سے مشتاق دید ہونا، اس حالت مین دفعۃً دیکہنے پر اگر عورتون کی چھریان بجاے میوہ کے ہاتھون پر چل گئین تو کون استعجاب ہوا، یہ داستان بہت طویل ہوسکتی ہے لیکن ادب مانع ہے، معمولی بوالہوسی مین گل کہانا روزمرہ کی بات ہے، رہا یہ امر قرین قیاس نہین کہ چھری سے کہانے کی چیزین سب نے ایک ساتھ شروع کی ہو، بالخصوص اسوقت جب حضرت یوسف علیہ السلام انکے سامنے آے، ایسے امر کو جو روزمرہ کا مشاہدہ ہے، خلاف قیاس کہنا حیرت انگیز ہے میز پر ہر روز مشاہدہ ہوتا ہے کہ ایک وقت مین ایک ہی چیز ہر مہمان کے سامنے ہوتی ہے اور وہ انکے کہانے مین مصروف ہوتے ہین، میوہ ایک ہی وقت مین کہاتے ہوتے ہین، ایشیائی طرز مین کہانا جب سب کے سامنے چن جاتا ہے تو بسم اللہ کہکر اجازت دیدیجاتی ہے، تب کہانا شروع کرتے ہین شادی کی محفلون مین گھنٹون مہمان اجازت کی انتظار مین بیٹھے رہتے ہین، عموماً کہانے کے بعد میوہ کہایا جاتا ہے،

کے کہانے مین مصروف ہوتے ہین، پشاد کی دعوتون کا یہ سمان آج تک آنکہون مین ہے

ن پر میوے کی قابین صحن گلشن کا لطف دیتی ہین،

ہے' دعوت شاہی کے انواع واقسام کے کہانے کہا کر مہمان میوہ کہانے مین مصروف ہین

ہے، زلیخا اس موقع کو تاڑ تی تہی کہ ہان اب موقع ہے کہ ناصحان مشفق کے ضبط کا امتحان

ی ہے کہ اخرج علیھن کیا اس سے بہتر موقع اسکے لئے ہوسکتا تہا، رہا مختلف الطبائع

رتون پر ایک ہی اثر ہونا، اسکا جواب یہ ہوسکتا ہے کہ یہ تو معمولی اثر تہا جو سب پر ہوا،

تب اثر کے جو کچھ ہوئے ہون آنکو خدا بہتر جانتا ہے، یہ کسی مفسر نے نہین لکہا ہی کہ اسکے سوا

نہین ہوا، غالباً ہمارے اس بیان سے ظاہر ہوگیا ہوگا کہ مفسرین نے جو پیرایۂ بیان

ہ غیر منصوص" اور نہ "سراسر خلاف عقل" ہے،

دوسرے حصہ کا امتحان کرنا چاہیئے -

ے اول اس تعبیر کے قائل سے انہین کے مقرر کردہ اصول کے مطابق روائت کا

قدمار کا قول روایت کا محتاج ہے تو متاخرین اس سے کب بے نیاز ہوسکتے ہین،

ایت کا حوالہ نہین لہذا ہم اصول روایت سے قطع نظر کرکے صرف اصول درایت کو

پہلی بات یہ ہے کہ اگر قیاسات کا اسقدر سلسلہ معانی قرآن مین قائم کرنا ہر شخص کا

ے جسقدر اس مضمون مین ہے، پھر تو قرآن کی کسی روائت کے معنی بجا لہا قائم نہین رہ سکتے

ین صاحب مضمون نے چار سطر سے زیادہ قیاسی تمہید قائم کرکے آغاز مطلب کیا ہے

کے ہم نفس مطلب کو جانچتے ہین، خلاصہ واقعہ یہ ہے کہ زنان مصر نے یہ کہا کہ چند

سے جوان غلام کو بہکا سکتے ہین، اسکو سن کر زلیخا نے انکو بلایا مشورہ کیا، بعد مشورہ

ہر ایک کو بستر اور چھری دی اور حضرت یوسف کو انکے پاس بھیجا وہ انکے پاس آئے تو عورتون نے ان پر اپنے سارے فن وفریب ناز وکرشمے صرف کر دیئے، مگر حضرت یوسف کے قدم ثبات کو لغزش نہولی، پھر ڈرایا اس سے بھی کام نہ چلا تو چھری سے ہاتھ کاٹ لئے، کہ ہم تم پر حملہ آوری کے الزام لگا کر تمکو سزا دینگے، یہ افسون بھی کارگر نہوا، اس واقعہ کے متعلق سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا ہر عورت کے لئے علیحدہ علیحدہ خلوت گاہین، بستر اور چھری مہیا کیگئی تھی، یا ایک ہی مجلس مین، شکل اول مین اخرج علیھن کسطرح صحیح ہوگا محاورہ تو چاہتا ہے مجمع کے سامنے نمایان اور ظاہر ہونے کو، تخلیہ مین باری باری سے ہر عورت کے پاس جانیکو نہین چاہتا اسکے علاوہ ایک لطیف پہلو یہ ہے کہ جب اسطرح زلیخا اس ایک کے پاس اپنے محبوب کو بھیج رہی تھی تو اسکی غیرت نسوانی کو یہ وسوسہ اور وہم تو نہ تہا کہ کہین ایسا نہو کہ ان مین سے کوئی وصل محبوب سے کامیاب ہوجائے؟ اگر نہ تہا تو فطرت انسانی سے وہ دور تھی کہ جس شخص کے وصل کی تمنا مین اس نے اپنے کو مٹایا، اسی کو آنکہون کے سامنے خوشی سے دوسری عورتون کے پاس اس غرض سے بھیجدے کہ انکو بہلا پھسلا کر اپنی مدعا مین کامیابی حاصل کرین اسکے بعد دیگرے یہ منظر پیش نظر ہو اور وہ اطمینان سے اسکو دیکھتی رہے، مقام حیرت ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ صاحب مضمون اسکے قائل ہین کہ ناز وکرشمہ کو وہ اپنے مدعا کے حصول کے لئے کام مین لارہی تہین، زلیخا کے لئے وہ کوشش نہ تھی،

اور اگر مجمع عام مین یہ ہوا تو پھر ایسا سمان چشم فلک نے بھی نہ دیکہا ہوگا، ایک لڑکا عورتون کی ایک جم غفیر مین چھوڑ دیا جائے، جسمین سے ہر ایک کے ہاتھ مین چھری ہو، ہر ایک اسکو ناز وکرشمون سے مسحور کر رہی ہو اور حصول مدعا کی فکر مین ہو، اس لڑکے کا اس طوفان نازمین کیا حال ہوگا اور کس طرح وہ ان امور پر مائل ہوگا جو تخلیہ طلب ہون، واضح ہو کہ وہ لڑکا کوئی بازاری اوباش نہ تہا، اس کو چرسے ناواقف، تخلیہ مین بھی ثابت قدم رہنے والا جوان مرد تہا، کیا وہ اس طوفان بے تمیزی مین اپنی متاع عصمت برباد کرنے پر مائل ہوسکتا تہا،

ی واقعہ یہ ہے کہ نوبت عدالت تک پہنچی اور وہ زخم جو عورتون نے خود ہاتھون پر لگائے تھے
حضرت یوسف کی سزاے قید کی باعث ہوئی،
ور زخمون کی حالت جانچنی چاہیئے، معاینۂ ڈاکٹری نے بتایا ہوگا کہ یہ زخم ایک ہاتھ مین چھری
ہاتھ مین لگاے گئے ہین، بالفرض اگر عورتون نے زخمی ہاتھ مین چھری لیکر دوسرے ہاتھ بھی
نگے، تو یہ زخم پہلے زخمون سے کم ہونگے، اسلئے کہ صحیح اور زخمی ہاتھ کی قوت مین فرق لازم ہے
ہوئی ہوگی کہ ایک نوجوان ایک عورت کی عفت پر حملہ کرتا ہے، کامیاب ہونے پر چھری سے
واقعہ متعدد عورتون سے پیش آتا ہے، ایک ہی وقت مین مگر ہر مرتبہ اسکا وار ہاتھ ہی پر
رہ پر زخم آتے ہین، نہ بازو پر نہ اور کسی مقام پر، اور پھر زخم کی صورت بھی ایسی ہے کہ جیسے
ی سے زخم لگائے ہون، تیسری جرح یہ ہے کہ ایک مجمع نسوانی مین ایک نوجوان لڑکا ہے،
ہر عورت اسکا شکار بنتی ہے لیکن یہ نہین ہوتا کہ سب مل کر اس سے چھٹ جائین اور
کے اپنی عصمت کو محفوظ رکھین، کیا کسی پاکدامن عورت کو مجروح کرنے کے لئے اس سے
ی ضرورت ہے، معلوم نہین ان جرحون کا عدالت مجوزہ کو جواب ملا ہوگا، یہ قیاس
تہا کہ بغیر ان اہم جرحون کے صفائی کے قید کا حکم سنا دیا ہو،

(باقی)

عہدِ اسلام مین ہندوستان
کی
جہازرانی اور بحری کارنامے

(۱)

از جناب محمد یوسف صاحب صدیقی ایم بی، او، آر ایس

مسلمانون کی آمد ہندوستان مین خلیفہ عمرؓ کے وقت سے شروع ہوگئی تھی، وہ دریائی راستہ سے سندھ آتے اور یہان کی پیداوار لیکر چلے جاتے، یہ سلسلہ چند خلفا کے زمانۂ خلافت تک قائم رہا، خلیفہ ولید کے زمانہ مین جب مسلمان دریائی راستہ سے سندھ آرہے تھے تو دریاے انڈس کے رہنے والے لوٹیرون نے دیول کے مقام پر جو سندھ کا ساحل تہا انکے آٹھ جہازون کو لوٹ لیا جنکو لنکا کے حاکم نے حجاج اور خلیفہ کو خوش کرنے کے لئے تحفتہً بھیجا تہا، ان مین قیمتی جواہرات اور یتیم اور مساکین تھے، ان لوٹیرون نے لوٹ مار کا بازار گرم کر رکہا تہا، اور تمام ملک کو دہلائے ہوے تھے، ان ہی غارتگرون کی وجہ سے سلطنت ایران جو آزاد اور برسر اقتدار تھی خوف زدہ رہتی تھی، ان سے ملک کی خوب حفاظت کیجاتی تھی اور جہازرانی دریاے ٹائگرس تک ناقابل گذر خیال کیجاتی تھی، جہازون کے لوٹ لیجانے پر مسلمانون نے راجہ داہر والی سندھ کو ان غارتگرون کو کافی سزا دینے کے لئے کہا، راجہ نے اس بنا پر انکار کر دیا کہ دیول کے لوگ انکے رعایا نہین تھے، اس عذر کو مسلمانون نے عذر لنگ سمجھا، محمد ابن قاسم جہاز پر سوار ہو کر دیول آیا، اسکے ساتھ کافی آدمی تھے، اور اسلحہ اور جنگی مشینین بھی تھین ان مشینون مین ایک کا نام منجنیق نہادہ اسقدر بڑا تہا کہ اسکے استعمال کے لئے ۵۰۰ آدمیون کی ضرورت

محمد ابن قاسم نے راجہ داہر کو شکست دی -

ہی تھی [1]
مسلمانون کی آمد تجارتی اغراض سے قائم ہو چکی تھی، لیکن محمود غزنوی پہلا شخص تھا جس نے
قدم پورے طور پر جالیا، اور فتوحات کئے، محمود کے سترہ حملے ہندوستان پر ہوے، جب محمود سومنات
واپس آر ہا تھا تو جاٹون نے اسکی فوج کو تباہ و برباد کر دیا، جس سے محمود کو سخت رنج پہنچا اور اس نے
ن پر چڑہائی کی، یہ چڑہائی نہایت شاندار اور دریائی تھی، سر ایچ الیٹ نے اس طور پر اسکا

ہے،

"محمود اپنی فوج لیکر ملتان پہنچا اور ۱۴۰۰ کشتیون کی طیاری کا حکم دیا، ہر کشتی مین تین سلاخین
وہے کی اس ترکیب سے لگائی گئی تہین کہ جو چیز کشتیون کے آس پاس آے ٹکر کہا کر تباہ و
برباد ہو جائے، ہر کشتی مین بیس تیرانداز تھے اور ہر ایک کے پاس ہتیار تیر و کمان اس ساز و سامان
کے ساتھ محمود جاٹون پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوا، جب یہ خبر جاٹون نے سنی تو وہ مقابلہ کیلئے
تیار ہو گئے، جاٹون کی کشتیان ایک قول کے مطابق چار ہزار اور دوسرے قول کے مطابق
آٹھ ہزار تہین اور پورے طور پر مسلح تہین، دونون طرف سے خوب گہمسان لڑائی ہوئی جاٹون
کی کشتیان جب شاہی کشتیون کے قریب پہنچین تو سلاخون سے ٹکر کہا کر پاش پاش ہو گئین
اس طرح پر جاٹون کی کشتیان کثیر تعداد مین تباہ و برباد ہوئین اور انکے آدمی دریا مین غرق ہو گئے" [2]

گیارہوین صدی مین البوریحان بیرونی ہندوستان مین آیا، اور ہندوستان کے کل حالتون پر
نظر ڈالی جسکا نتیجہ اسکی کتاب موسومہ کتاب الہند ہے (اس کتاب کا ترجمہ پروفیسر ساخو نے
انگریزی مین کیا ہے اور دو جلدون مین شائع ہوئی ہے، وہ لکہتا ہے کہ مغربی گہاٹ پر بوانج نامی

[1] ماخوذ از تاریخ سر ایچ الیٹ جلد اول صفحہ ۱۲۰ و تاریخ ہند ولفہ الفنسٹن، [2] تاریخ ہند از سر
... جلد دوم صفحہ ۴۷۸ -

ایک قوم آباد تھی جو جہازون کو لوٹ لیتی تھی، اسکا یہ بھی بیان ہے کہ ساحل گجرات تجارتی ہل چل کا
ایک دلچسپ منظر تہا، اور اس ساحل سے شکر و دیگر پیداوار جہازون مین لادکر غیر ممالک کو جاتے تھی
اور وہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ مالابار ہند کی کنجی تھی، جہان سے مونگے، موتی، اور گرم مصالح، عراق
خراسان، شام، روم اور یورپ بہیجے جاتے تھے، علاوہ اسکے چین سے بھی اعلیٰ پیمانہ پر تجارت کا
سلسلہ تہا، اور بڑے بڑے جہاز جنکو چینی زبان مین جنک کہتے تھے، ہندوستان مین آتے اور یہانکی
پیداوار لیکر چین واپس چلے جاتے تھے، [1]

بارہوین صدی کا مشہور مورخ الادریسی بھی ہندوستان کی تجارت کو تفصیل سے لکہتا ہے اسکا
یہ بھی بیان ہے کہ اس زمانہ مین چین اور ہندوستان سے تجارتی تعلقات تھے، یہی مورخ کارمنڈل کی
روئی اور مالابار کی الائچی اور کالی مرچ کا ذکر کرتا ہے،

تیرہوین صدی مین جب غیاث الدین بلبن سلطنت دہلی کا تاجدار تہا تو طغرل خان گورنر بنگال نے
اپنی خود مختاری کا اعلان کیا، بادشاہ نے طغرل خان کے خلاف دو مہمین روانہ کئے، مگر دونون مہمین ناکام
ثابت ہوئین، اس ناکامی سے بادشاہ کو بڑی مایوسی ہوئی اور اس نے خود طغرل خان کے سزا دینے کا
ارادہ کیا، اس نے گنگا اور جمنا مین کثیر تعداد مین کشتیون کے مہیا کرنے کا حکم دیا، شاہی حکم کے مطابق
کشتیان جمع کی گئین، بادشاہ بہت بڑے سامان کے ساتھ دو لاکہہ فوج لیکر روانہ ہوا، اس وقت
پانی بہت بڑھ گیا تہا، اور گنگا مین ایک تلاطم برپا تہا، سلطان اور اسکی فوج بڑی دقتون سے گنگا پار
اترے طغرل خان کو جب بادشاہ کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ لکہنا وتی سے جج نگر (جدید ٹپرا) کی طرف
بہاگ نکلا سلطان نے پوری قوت کے ساتھ اسکا تعاقب کیا اور چند دنون مین سونار گاؤن پہنچا،
جب سلطان سونار گاؤن پہنچا تو وہان کا راے دنوج راے نامی سلطان سے ملا اور اقرار کیا کہ وہ

[1] کتاب الہند ماخوذ از تاریخ ہند مولفہ سر ایچ الیٹ جلد اول صفحہ ۶۵، ۶۷، ۶۹،

ل خان کے بحری راستہ سے بہاگ جانے سے نگہبانی کریگا، طغرل خان کے مرجانے پر اور اسکے لشکر کی
شکست کے بعد اس مہم کا خاتمہ ہوگیا[1]
اسی صدی کے آخر مین ممالک غیر کے دو سیاح ہندوستان مین آئے، ان مین ایک ابو الفدا
تہا اور دوسرا مارکوپولو چینی، اول الذکر مالابار کی کالی مرچ اور کارسندل کی روئی کی تجارت کا
ہے اور اسوقت کے بحری تجارت کی وسعت کو ظاہر کرتا ہے، وہ ہندوستان کو وسیع نظر سے
ہے، اور یہان کی تجارت کو تفصیل سے لکہتا ہے، وہ ہندوستان اور چین کے تجارتی تعلقات
ظاہر کرتا ہے، مارکوپولو ہندوستانی جہاز کا تذکرہ تفصیل سے کرتا ہے وہ لکہتا ہے کہ "جہاز صنوبر
ی سے بنے ہوتے تھے اور وہ اس طرح پر کہ دو تختے بیرونی اور اندرونی جانب سے لوہے کی
سے ملاے رہتے تھے، جہاز کے نچلے حصہ مین ایک قسم کا لیپ لگا دیا جاتا تہا تاکہ پانی کا اثر نہ
ب چونا، سن اور نباتی تیل سے بنایا جاتا تہا"۔
ہی سیاح ہندوستانی جہاز کی شکل، پیمانہ، درستی اور طریقۂ مرمت پر بھی تفصیل سے لکہتا ہے،
ن ہے کہ جہاز اتنے بڑے ہوتے تھے جنمین ۱۵۰ سے ۳۰۰ تک مسافر سوار ہوسکتے تھے، ان
ن پر پانچ چھ ہزار ٹوکرے کالی مرچ کے لادے جاتے تھے، ان جہازون مین متعدد ڈانڈ
تے، اور ہر ڈانڈ پر چار شخص متعین رہتے تھے، جہازون مین دو یا تین بڑی بڑی کشتیان لگا د
ن، جنپر ایک ہزار ٹوکرے کالی مرچ کے رہ سکتے تھے، ان جہازون کو کہینے کے لئے ۶۰ سے
ون کی ضرورت ہوتی تھی، کشتیون کے علاوہ ہر جہاز مین دس ڈنگیان لگائی جاتی تہین تاکہ مچ
ور دیگر ضروریات کے لئے وقت پر کام آسکے، ڈنگیون مین ساٹھ چھوٹی چھوٹی کوٹھریان ہو
ر ہر ایک کوٹھری مین ایک سوداگر کے رہنے کے لئے کافی جگہ ہوتی تھی، علاوہ ان کوٹھریون کے

[1] ... ذ از تاریخ فیروزشاہی مولفہ برنی۔

۱۳ کوٹھریان اور ہوتی تہین، اور یہ کوٹھریان موٹے تختون سے بنی ہوتی تہین جو ایک دوسرے سے جڑے
ہوتے تھے، یہ تختے اس غرض سے لگائے رہتے تھے کہ خطرہ کے وقت یا جہاز مین سوراخ ہوجانے پر
کام آئے اور مال واسباب اور مسافر دوسرے ڈوبرن مین چلے جائین تاکہ جان و مال کا نقصان نہو،
ڈنگیون کی وسعت کے لحاظ سے کوٹھریون مین کمی بیشی ہوتی رہتی، جب جہاز مین سوراخ ہوجاتا تو اس
وقت تختے لگائے جاتے، اگر ایک ناکافی ہوتا تو دو لگائے جاتے تھے، اور اگر دو ناکافی ہوتے تو تین، غرضکہ
اسی طرح پر چھ تختے تک لگائے جاتے، چھ تختے لگانے کے بعد بھی کام کے قابل نہ رہتا تو ناقابل استعمال
متصور ہوتا۔

مارکوپولو مالابار کے موتی کے شکار کا حال تفصیل سے لکہتا ہے، اسکا بیان ہے کہ "ایسے جہاز کے
مالک عموماً تجار ہوتے تھے جو اپنی کمپنیان قائم کئے ہوئے تھے، اور متعدد کشتیان اور جہاز متفرق پیمانہ کے
رکہتے تھے، ان جہازون مین رسے اس خوبی سے لگے رہتے تھے کہ جہاز نہایت آسانی سے ٹہر سکتا تہا،
ہر ایک کمپنی کی طرف سے متعدد غواص ملازم تھے جو غوطہ مار کر دریا سے سیپی نکال لیتے تھے، ان غواص کے
جسم مین جالی کا ایک تہیلا لگا رہتا تہا تاکہ سیپی کے ملنے پر اس تہیلا مین رکھہ سکین، وہ غواص پانی کے
اندر اسوقت تک رہتے تھے جب تک وہ سانس روک سکتے تھے، جب سانس ٹوٹنے کے قریب ہوتی
تو وہ پانی کے اوپر چلے آتے اور کچھ دیر دم لینے کے بعد پھر غوطہ لگاتے تھے"[1]

سلطان فیروز تغلق نے ۱۳۵۳ء اور ۱۳۵۶ء مین لکہناوتی کے خلاف دو مہین روانہ کئے، ان دونون
مہمون مین متعدد کشتی ہاے بندکشتان روانہ کئے گئے تھے، جنمین ایک لاکہہ فوج تھی، اور وہ سنارگاؤن کے
چارون طرف دریا پار اترنے کے لئے روانہ ہوئے تھے[2]، ۱۳۶۲ء مین سلطان نے ایک مہم ٹھٹھہ پر بھیجی،
اس مہم مین فوج کے دریاے انڈس پار اترنے کے لئے پانچ ہزار کشتیان مہیا کیگئی تہین[3]۔

[1] ماخوذ از سفرنامہ مارکوپولو مترجمہ مسٹر مارسڈن [2] تاریخ فیروز شاہی [3] ماخوذ از تاریخ ہند مولفہ سر ایچ ایلیٹ جلد سوم صفحہ ۲۹۳ تا ۳۲۱

۱۳۹۸ء مین سلطان تیمور نے ایک مہم مین دریاے انڈس پار اترنے کے لئے بہت ہی کم عرصہ مین
ن کا پل باندھ دیا، جس سے اسکی فوج نہایت آسانی سے دریا پار اُتری، تیمور کو متعدد لڑائیان
ے گنگ اور جمنا مین لڑنا پڑین[۱]،

پندرہوین صدی کے ابتدا مین یعنی ۱۴۰۹ء مین ایک چینی مسلمان ماہان نامی سفیر شاہ چین ہندوستان
وہ کالی کٹ کی حالت اس طرح پر بیان کرتا ہے کہ "یہ مقام تجارت کی بہت بڑی منڈی ہے اور
ہر حصہ سے تجار کی آمد و رفت رہتی ہے" اسکا یہ بھی بیان ہے کہ "جب کوئی جہاز چین سے آتا
وزیر مال کی فہرست کر لیتا اور مال کی قیمت لگانے کا ایک دن مقرر کرتا" اسی کی تحریرات سے
چلتا ہے کہ ہند و چین کے درمیان تجارتی تعلقات اعلیٰ پیمانہ پر تھے، اور دونون سلاطین کے
دوستانہ تعلقات تھے، اور اکثر آپس مین ایک دوسرے کو تحفے تحائف بھیجتے تھے اور ایلچیون
ت کا سلسلہ برابر جاری تھا۔

ی صدی مین عبدالرزاق سفیر مرزا شاہ رخ بادشاہ سمرقند و ہرات ہندوستان مین آیا،
لی کٹ کی نسبت جو اسوقت جہاز رانی کا مرکز سمجھا جاتا تھا اس طرح پر بیان کرتا ہے کہ "کالی کٹ
بندرگاہ ہے، اس بندرگاہ مین بلاد و امصار کے بیشمار تجار آتے ہین اور یہان سے اکثر جہاز
سے بھرے ہوئے مکہ کو جاتے ہین، کالی کٹ کے باشندے دریائی سفر مین تیز و چالاک
راستہ مین کہین لٹیرے کالی کٹ کے جہاز کو لوٹنے کی جرات نہین کرتے، یہان ہر چیز میسر آتی
ن امن و اطمینان اسدرجہ تھا کہ تجار اپنے مال و اسباب جہازون سے اتارنے اور بازارون
ے تھے، محکمہ چنگی کے سپاہ دن اور رات انکے مال کی حفاظت کرتے تھے، جب مالک کل
تو اس سے چالیسوان حصہ لیتے تھے اور کوئی دوسرا ٹکس ان سے نہین لیا جاتا تھا، دیگر بنادر

[۱] تیموری ماخذ تاریخ ہند مولفہ سر ایچ الیٹ جلد سوم صفحہ ۴۰۸ –

مین اسوقت یہ دستور رہتا کہ اگر کوئی کشتی طوفان کی وجہ سے آجاتی تو اسکو باد آورد سمجھکر لوٹ لیتے تھے لیکن یہان ایسی کشتیون کی حفاظت ہوتی تھی اور کسی قسم کی خیانت و تاخت نہین کیجاتی تھی، جب اسکا وارث پیدا ہوتا تو ہمکو دیدیا جاتا اور مال بکنے پر دستور کے موافق چالیسوان حصہ لیا جاتا۔

اسی صدی کے ابتدا مین ایک اور روسی سیاح نکولو کونٹی (Nicolo conti) ہندوستان مین آیا، وہ ہندوستانی جہاز اور تجارت کی نسبت اس طرح بیان کرتا ہے کہ "ہندوستان کے باشندے ہمارے جہازون سے بڑے اور اچھے جہاز بناتے ہین، انکے جہازون مین پانچ پال اور پانچ ستول اور دو ہزار بندوق رکھنے کی جگہ ہوتی ہے، نچلا حصہ تین تختے سے بنا ہوتا ہے تاکہ طوفان کو برداشت کر سکے، ان جہازون مین صندوق خانے اس طرح پر ہوتے ہین کہ اگر کوئی خانہ پھٹ جاے تو دوسرے خانہ مین مال و اسباب رکھدئے جائین اور سفر مین کسی طرح کی زحمت نہین ہوتی" گنگا کے کنارے اونچے اونچے بانس دیکھکر تعجب کرتا اور کہتا ہے "گنگا کے کنارے بڑے بڑے بانس ہوتے ہین، جن سے ہلکی، چھوٹی مچھلی مارنے والی کشتیان بنائی جاتی ہین" ہندوستانی تجارت کی نسبت اس طرح بیان کرتا ہے کہ "یہان کے تجار بڑے امیر کبیر ہین، اور ان مین اکثر کے پاس چالیس چالیس خاص جہازات ہین جن سے تجارت کرتے ہین اور جنکی قیمت ۰۰۰ ۵ اسونے کا سکہ ہوتی ہے[۱]۔

پندرہوین صدی کے آخر حصہ مین ایک جنیوا کا سوداگر ہیرونیمس ڈی سینٹو اسٹیفنو . . . . (Hieronims di aants alefano) نامی تجارت کی غرض سے ہندوستان مین ایک جہاز پر سوار ہو کر آیا وہ لکھتا ہے کہ "مین جس جہاز پر سوار تھا اس جہاز کے شہتیر سوت سے سلے ہوئے تھے اور پال روئی کے بنے ہوے تھے" جب وہ سماترا سے کہیں جارہا تھا تو جزائر مالدیپ کے آگے اسکا جہاز طوفان مین گھر گیا، لیکن دوسرے جہازون نے اپنی کشتی پر اسے لیلیا، وہ لکھتا ہے کہ

[۱] پندرہوین صدی مین ہندوستان کی حالت مرتبہ ہکوٹ سوسائٹی،

ں جماعت سے جدا ہو گئے تھے اور ہم سے پانچ میل آگے بڑھ گئے تھے ہماری تباہی کو
ی کشتیاں بھیجیں اور ہم ایک جہاز پر سوار ہو کر کمبے پہنچے[۱]۔

صدی اور اوائل سولہوین صدی کے واقعات سے ہندوستان کے بحری کارنامے
ے، اسوقت سلاطین احمد آباد کا مرتبہ مغربی ساحل پر حاکم سمندر کا تھا، اس وقت
مین غیر ملکی بندرگاہ تھا، اور خراج ادا کرتا تھا، یہ خراج اس حفاظت کے لئے ادا
ظت شاہی محافظ سے ہوتی تھی[۲]،

ن گجرات کا بادشاہ احمد شاہ ایک بیڑہ جسمین ۱۷ جہاز تھے، بمبئی اور سیلسٹ کے
روانہ کیا جنپر سلاطین بہمنی نے قبضہ کر لیا تھا، گجرات کے ایک اور بڑے بادشاہ نے
کے خلاف روانہ کیا جو ساحل پر لوٹ مار کرتے تھے[۳]۔

ت کے بحری کارنامے اگر صراحت سے دیکھنا چاہین تو تاریخ پورتگیز کا مطالعہ نہایت
ء مین گجرات کا بیڑہ مصریون کے ساتھ اس غرض سے بھیجا گیا کہ پورتگیز کو ساحل
ائے، اور بالآخر شاہ گجرات نے پورتگیز کو چول سے بھگانے مین کامیابی حاصل
ت بڑی تجارتی منڈی ہو گئی، ایران اور بحیرہ احمر سے تجارتی سلسلہ قائم ہو گیا تھا
دستان کے کل جہاز جو یورپ جاتے تھے گذرتے تھے، دوسری مشہور جگہ بسین تھی
بتیر افراط کے ساتھ پائی جاتی تھی، اس مقام سے شہتیرین مکہ جاتی تھین جنکو ترک
ی مین استعمال کرتے تھے۔

ی مین کالی کٹ بھی ترقی پا کر جہاز سازی کا مرکز ہو گیا، دخنیا Kerthema
ت سے اس صدی کے جہاز، انکے پیمانہ، شکل، وزن اور باربرداری کا پتہ چلتا ہے،

رشتہ ۱؎ گجرات مولفہ برڈ صفحہ ۱۹۳ ۲؎ تاریخ ہند مولفہ الفنسٹن ضمیمہ متعلق گجرات۔

شہنشاہ اکبر کے زمانہ مین جہازرانی و جہازسازی کو نمایان ترقی ہوئی اور قریب قریب ہر صوبہ مین جہازسازی کے کارخانے قائم ہوے، خصوصاً بنگال، کشمیر اور سندھ جہازرانی اور جہازسازی کے مرکز تھے الہ آباد، لاہور اور مشرقی و مغربی سواحل مین بھی جہازات طیار ہوتے تھے، ۱۵۸۲ء مین بنگال مین راجہ ٹوڈرمل نے بحری قیام کے لئے چند پرگنے مخصوص کر دیئے تھے اور اسکے متعلق ایک دفتر تھا، اس دفتر کے قیام کے لئے ۲۹۲۸۲ روپے مقرر کئے گئے تھے اور پرانے جہازون کی مرمت کے لئے سالانہ موازنہ مین ۸۴۴۵۲ روپے تھے جو مرمت مین صرف ہو جاتے تھے، اس صوبہ مین تین ہزار جہازات اور کشتیان تھین جنمین ۷۶۸ جنگی جہازات تھے، انکے علاوہ اور بھی کشتیان تھین جو جاگیردارون سے جاگیر کے عوض لی جاتی تھین، بیڑے کا مستقر ڈھاکہ تھا اور اسی مقام سے مگ اور اراکانی سے صوبہ کی حفاظت ہوتی تھی، کیونکہ یہ قومین اکثر دریائی راستہ سے آتے اور بنگال کو تاخت و تاراج کرتے تھے، اور وہان کے آدمیون کو پکڑ کر لے جاتے تھے اور دکن کے بندرگاہون مین لیجا کر ڈچ اور فرانسیسی سوداگرون کے ہاتھ بڑی بڑی قیمتون مین فروخت کر دیتے تھے، علاوہ متذکرہ بالا رقمون کے دفتر میر بحری سے بھی وہ رقمین جو بطور ٹکس کے وصول ہوتی تھین آتی تھین، ایسی کشتیان جو مستقر سے ان مسافرون کو لیجاتی تھین جو اس ضلع کے باشندے نہ تھے ۸ر سے ۱۲؍ تک کشتیون کے اقسام کے لحاظ سے ٹکس لئے جاتے تھے، مرشدآباد جانے والی کشتی سے ۸ر، کلکتہ جانے والی کشتی سے ۱۰ر اور بنارس جانے والی کشتی سے ۱۲ر لئے جاتے تھے، وہ کشتیان جو متذکرہ بالا مقامون سے آتی تھین فی کشتی ۶ر ۸ر، اللعہ بطور ٹکس کے لئے جاتے تھے، ابتدا مین محال کا تعلق شہرون کے ساتھ تھا، لیکن اسکے بعد زمینداروں کے متعلق کر دیا گیا، اور یہ ٹکس زمیندارون سے وصول ہونے لگے، زمیندارون کو اس انتظام کے رو سے ایک رجسٹر رکھنا ہوتا تھا جسمین ان کشتیون کے نام اور پتہ درج ہوتے تھے جو انکی سرحد سے ہو کر گذرتے تھے[۱]۔

۱؎ ماخوذ از ٹوپوگرافی آف ڈھاکہ مصنفہ ٹیلر۔

شاہی جہازون کے بنانے کے لئے ساھٹ سے شہتیرین آتی ہین، ساہٹ شہتیر کے قدرتی پیداوار کا
و مقام تہا، ان ہی شہتیرون سے ہر قسم کے جہانات اور کشتیان طیار ہوتی ہتین -

ذشتہ صفحات مین ذکر کیا جا چکا ہے کہ صوبہ سندھ ہی جہاز رانی اور جہاز سازی کا مرکز تہا بقول
مصنف آئین اکبری سرکار ٹھٹھا کے پاس چالیس ہزار کشتیان ہتین[1]، اسوقت لاہوری بندر
ندس کا مشہور و معروف بندرگاہ تہا، اس بندرگاہ کے مفصل حالات تاریخ طاہری سے
ے ہین، ہم اس موقع پر صرف اقتباس سے کام لیتے ہین،

ٹھٹھا اور لاہوری بندر کے درمیان دو روز کی بحری مسافت ہے، اسکے بعد سمندر مین پہنچنے
ب دن اور صرف ہوتا ہے، بندرگاہ سے دریا تک ایک تنگ راستہ تہا جسکو ٹھٹھا کی زبان
ی تھے، تنگ راستہ کے دہانے پر میر بندر کی طرف سے ایک محافظ متعین رہتا تہا جب کوئی
ک راستہ مین داخل ہوتا تہا تو بندوق کی آواز سے اطلاع دیتا تہا جسکا جواب محافظ بھی بندوق
سے دیتا تہا، پھر وہ ٹھٹھا کے سوداگرون کو اپنے پہنچنے کی اطلاع دیتے تھے، اور کشتی پر سوار
جانے جہان محافظ متعین ہوتا تہا، محافظ اسکی اور اسکے جہاز اور مال و اسباب کی پوری حالت
زاسی بندرگاہ کا ہوتا تو لاہوری بندرگاہ مین جانے کی اجازت دیجاتی تھی -

(باقی)

[1] ی ترجمہ جیرٹ صفحہ ۳۴۳ -

مسئلہ زر

از جناب مقبول احمد صاحب رئیس سندیلہ

(۳)

زر فلزاتی کے استعمال کا طریقہ

دنیا کی سکہ سازی مین یا تو سونا استعمال ہوتا ہے یا چاندی اور زر مستند بھی انہین دہاتون کا ہوتا ہے مبادلہ خارجہ مین ہر دہات اپنی قیمت مبادلہ کے معیار سے قبول کیجاتی ہے جو اکثر کم و بیش ہوتی رہتی ہے اسلئے دو فریق پیدا ہو گئے، ایک فلزی (. . . . .) اور دوسرے فلزینی (. . . . .) کہلاے، ایک فریق اسکا مدعی ہوا کہ صرف ایک دہات کے استعمال کرنے سے تجارت مبادلہ اور معیار قیمت مین آسانیان ہو جائینگی،

دوسرا فریق اسکا مدعی ہوا کہ دونون دہاتون کے استعمال کرنے سے آسانیان پیدا ہونگی، ان دونون فریقون مین ایک جنگ عظیم برپا ہو گئی، اب اگرچہ ایک دہات کے استعمال کرنے کا طریقہ صحیح تسلیم کر لیا گیا ہے مگر یہ بحث ابھی ختم نہین ہوئی ہے اسلئے ہم فریقین کے دلائل ناظرین کے سامنے پیش کئے دیتے ہین -

زر فلزاتی کے استعمال کرنے کے طریقے مختلف ہین،

(۱) اگر کسی ملک مین ایک دہات کا سکہ زر مستند، معیار قیمت غیر محدود زر قانونی ہو اور اسکی سکہ سازی آزاد ہو تو اس ملک کا طریقہ فلزیت (. . . . .) کہلائیگا، جیسے انگلستان مین صرف سونے کا سکہ ہے، اور چین مین صرف چاندی کا سکہ ہے،

ـب مین دونون دہاتون کے سکہ غیر محدود زر قانونی از رستند معیار قدر اور گردش

ـون، اور دونون کی سکہ سازی مقرر نرخ مبادلہ کے تناسب سے آزاد ہو، اِس

ـیت (. . . . .) کہلائیگا، اس طریقہ کا رواج

امریکہ مین رہا اور اٹھارہوین صدی کے آخر سے ۱۸۷۳ء تک ریاستہا ــے

ـس، اٹلی، یونان، بلجیم اور سوئٹزرلینڈ) کا رہا،

ـب مین دونون دہاتون کے سکہ غیر محدود زر قانونی ہون اور چلن کے لئے ضروری

ـب کی سکہ سازی آزاد ہو تو ایسا طریقہ فلزائیت ناقص . . . .

Lemepied Be-meta... کہلائیگا، یہ طریقہ ریاستہاے متحدہ امریکہ

،

کے لئے یہ ضروری ہے کہ قیمت زر مین ثبات ہو یعنی اسکی قوت خرید مین حتی الامکان

ـصول کو پیش نظر رکھکر دونون فریق اپنے اپنے دلائل پیش کرتے ہین حامیان فلزائیت

ـون کے استعمال سے زیادہ ثبات قدر ہوتا ہے اور قیمتون مین بمقابلہ ایک دہات کے

ـلمی بیشی ہوتی ہے،

ـین کہ دو دہاتون کے زر رستند ہونیکی حالت مین تعداد زر زیادہ ہوگی اور جب تعداد

ـمقدار زر مین اور اضافہ ہوگا تو قیمت زر اور قیمت اشیا پر بمقابلہ ایک دہات کے

ـرہیگا،

ـلزائیت یہ بھی کہتے ہین کہ ایک دہات کی رسد کی کمی بیشی دوسری دہات کی رسد

ـابر ہوجائیگی اور قیمت زر مین ثبات رہیگا اور عام قیمت اشیا یکسان رہیگی،

۱۸۵۰ء کے بعد سے فلزائیت نے یہ صورت ضرور پیدا کردی تھی یعنی سونے چاندی کا تناسب قائم رہا، اور ثمن اشیا مین بھی ثبات رہا لیکن ۱۸۹۰ء مین جب کانون سے سونے کی رسد زیادہ ہوئی تو یہ صورت قائم نہی اور یہ اندیشہ ہوا اور اسکے وجوہات بھی تھے کہ اگر چاندی کے سکہ سازی مخصوص نہ کردیجائیگی تو چاندی کی رسد مین بھی اضافہ ہوگا، اور فلزائیت بجاے قیمت اشیا مین ثبات کرنے کے معکوس نتیجہ پیدا کریگی، یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ حال کی جنگ سے جو ان دہاتون پر اثر ہوا ہے اسکو ہمنے بالکل نظرانداز کیا ہے، اگر موقع ہوا تو آیندہ کسی وقت اسکو بصراحت لکھین گے،

(۲) بحالت فلزائیت ثمن اشیا بڑہجانیکی وجہ سے پیدا کرنے والون کو منافع زیادہ ہونگے، اِسلئے پیدائش مین ترقی ہوگی یعنی فلزائیت مین چونکہ تعداد زر زیادہ ہوگی اور اسمین بمقابلہ فلزیت کے اضافہ زیادہ ہوگا، اِسلئے بتدریج قیمت زر کم ہوتی جائیگی، اور ثمن اشیا بڑہتی جائیگی، اور جب ثمن اشیا بڑہیگی تو پیدا کرنے والون کا منافع بھی بڑہیگا، اور جب نفع زیادہ ہوگا تو پیدائش کی طرف لوگ زیادہ مائل ہونگے اِسلئے پیدائش مین ترقی ہوگی،

(۳) فلزائیت مین ثمن اشیا بڑہجانے سے اور قیمت زر کم ہوجانے سے قرضدار کو نفع پہنچتا ہے، یعنی جب قیمت اشیا بڑہجائیگی تو کم پیداوار فروخت کرنے سے قرضدار اپنا قرض ادا کردیگا اور اس ذریعہ سے اسکا بار ہلکا ہوجائیگا، اور بحالت فلزیت قیمت زر بڑہجائیگی، اور قرضدار کو زیادہ پیداوار اپنے قرض کے ادا کرنے کے لئے فروخت کرنا پڑیگی اور اس طرح اسکے بار مین اضافہ ہوجائیگا،

(۴) بحالت فلزائیت بنک کو آسانی ہوجائیگی کہ وہ کفایت شعاری کے ساتھ اپنا سرمایہ محفوظ جس دہات مین مناسب سمجھے رکھے، اور روپیہ کا نرخ یعنی سود کم ہوجائیگا اور یکسان رہیگا،

(۵) فلزائیت مساوات مبادلہ سونا استعمال کرنیوالے اور چاندی استعمال کرنیوالے ممالک مین قائم کرکے تجارت خارجہ کی معین ہوتی ہے (مساوات مبادلہ اسوقت ہوتی ہے جب ایک ملک کا تاجر

ین زر فلزاتی کی ایک رقم کسی سکہ مین جمع کرے اور اسکو ٹھیک اسی مقدار کے زر فلزاتی
دوسرے ملک مین حاصل ہوجاے۔)
ممالک مین جہان معیار قیمت ایک ہی دہات مین ہے، مساوات مبادلہ ہوتی ہے، لیکن
ین جنمین کہ ایک ملک مین چاندی معیار قیمت ہے اور دوسرے مین سونا ہے، مساوات مبادل
، چاندی اور سونے کی قیمت ایک دوسرے کی تناسب سے مقرر نہین ہوتی ہے بلکہ رسد
لحاظ سے کم و بیش ہوتی رہتی ہے۔
ن فلزانیت کہتے ہین کہ اگر مختلف اقوام اصول فلزانیت کو تسلیم کرلین اور معاہدہ بین الاقوام
سونے اور چاندی کی ثمن کا تناسب قائم کردین تو ان مین مساوات مبادلہ قائم ہوجائیگی
ثمن چاندی کے مقابلہ مین اور چاندی کی ثمن سونے کے مقابلہ مین کم و بیش نہوگی، اور
اس وجہ سے کوئی نقصان تجارت خارجہ مین نہوگا اور اس طرح سونا استعمال کرنیوالے
ستعمال کرنیوالے ممالک مین تجارت کی ترقی ہوگی۔
یہ بیان کردینا ضروری ہے کہ (بقول حامیان فلزانیت) بین الاقوامی فلزانیت مین یہ
ہو سکتے ہین اگر کسی خاص ملک مین یہ طریقہ رائج ہوگا تو زیادہ کامیابی نہوگی۔

مخالفین کے اعتراضات

فلزانیت یہ اعتراض کرتے ہین کہ
ت مین جو فلزانیت کو تسلیم کرلین گے، ان مین صرف ایک قسم کا روپیہ یعنی زر ناقص رہجائیگا
ن گرشیم کی تشریح مین یہ تبلا چکے ہین کہ اگر کسی ملک مین زر کامل اور ناقص دونون چلتے
چلن مین رہجائیگا اور کامل غائب ہوجائیگا، فلزانیت مین صرف وہ روپیہ جسکی چلن
سکہ بمقابلہ دہات کے زیادہ ہے رہجائیگا اور زر کامل غائب ہوجائیگا ریاستہاے

متحدہ امریکہ مین ۱۷۹۲ء مین صرف چاندی رہ گئی اور سونا غائب ہوگیا، ۱۸۳۴ء مین سونا رہ گیا اور چاندی غائب ہوگئی۔

(۲) اگر اس تناسب قانونی مین جو دو دہاتون مین قائم کیا گیا ہے بازار کے تناسب سے فرق ہوگا تو قرضخواہ اس دہات مین ادائگی چاہین گے جسکی قیمت بڑہ گئی اور قرضدار اس دہات مین ادا کرنا چاہین گے جسکی قیمت گھٹ گئی ہے، یہ صورت کاروبار مین بہتری پیدا کریگی، فرض کیجئے کہ سونے اور چاندی کا تناسب ۱-اور ۱۵ کا مقرر ہے، لیکن چاندی کی قیمت بازار کا تناسب سونے کے مقابلہ مین ۱-اور ۱۲ کا ہوجائے تو قرضخواہ چاندی کا سکہ چاہین گے، اور قرضدار سونے کا سکہ دینے پر آمادہ ہونگے۔

(۳) انگلستان کے مشہور ماہر اقتصادیات مارشل کا یہ اعتراض ہے کہ اگر سونے کا استعمال صنعت و حرفت مین زیادہ ہوگا تو قدر زر بڑہجائیگی اور سونے چاندی کی مقررکردہ تناسب بصورت زر اور نرخ بازار کے تناسب مین فرق ہوگا، اس فرق کی وجہ سے (Speculation) (جوا) مع تمام خراب نتائج کے شروع ہوجائیگا،

فلزانیت کے عمل پذیر اور غیر عمل پذیر ہونیکی بحث بہت کافی ہوئی اور متعدد کانفرنسین اُس کے تصفیہ کے لئے منعقد ہوئین، دو کانفرنس زیادہ وقیع تہین جو ۱۸۷۸ء مین پیرس مین اور ۱۸۹۲ء مین برسلس مین ہوئین، اور بعد بحث فیصلہ فلزانیت بین الاقوامی کے خلاف ہوا، ہم اس کانفرنس کے مباحث کو بخیال طوالت نظرانداز کرتے ہین،

اول تو کانفرنس کا فیصلہ اسکے خلاف ہوا، دوسرے سونے کی پیدائش مین بیشی ہوئی اور حامیان فلزانیت کی خواہش قیمت زر گھٹانے کی بھی پوری ہوتی نظر آئی، اِسلئے فلزانیت ہی کا رواج ہوا اور اس طریقہ مین چند خوبیان بمقابلہ فلزیت کے زیادہ ہین، تمام ممالک متحدہ مین چونکہ سونے کا سکہ رائج ہے اور وہی معیار قیمت ہے، اِسلئے ہم سونے کی فلزیت کا ذکر کرتے ہین۔

فلزیت بمقابلہ فلزاینیت زیادہ صاف اور واضح طریقہ ہے اور کاروبار مین زیادہ آسانی

ہے،

ونکہ سونا بمقابلہ چاندی کے زیادہ قیمتی ہے، اسلئے وہ ترقی یافتہ ممالک کے لئے جنکے کاروبار ی اور آمدنیان زیادہ ہین روپیہ کے کام دینے کے لئے زیادہ موزون ہے،

دفیسر کیلے کی راے مین قیمت زر مین کمی بیشی فلزیت اسقدر زیادہ مشکلات انجام کا نہین پیدا جیسا کہ فلزاینیت -

جہ ترقی فن کان کنی بحالت فلزاینیت سونے کی رسد کانون سے اسکی طلب کے برابر ہوگی اور ت زر کے لئے سونا کافی ملتا رہیگا۔

نے فلزیت و فلزاینیت دونون کے موافق و مخالف دلائل لکھدیئے، فلزیت مین چونکہ آسانیان اسلئے یہی طریقہ تسلیم کیا گیا، سونا استعمال کرنیوالے اور چاندی استعمال کرنیوالے ممالک کے جہ مین دونون دہاتون کی قیمت مین کمی بیشی ہوتی تھی اسلئے ایک نیا طریقہ اور ایجاد کیا گیا جسکو طلا (Gold Exchange Standard) کہتے ہین اسکا سب سے جاوا مین ہوا، اب ہندوستان، فلپائنس، میکسکو اور پناما مین یہی طریقہ رائج ہے، جس ۱) دونون دہاتون کے سکے غیر محدود زر قانونی ہون (۲) اندرون ملک کی چلن کے لئے سکہ ہو اور سونے کا سکہ جو بین الاقوامی سکہ کہا جاتا ہے، چاندی کے سکہ کے معاوضہ مین ک کی چلن کے لئے عام طور پر بآسانی نہ ملتا ہو (۳) مبادلہ خارجہ کے لئے چاندی کے اوضہ مین سونے کا سکہ ایک مقررہ تناسب کے حساب سے بآسانی ملتا ہو اور سونے کا ذا اسی ضرورت کے پورا کرنے کے واسطے موجود ہو تو وہ طریقہ معیار مبادلہ طلا کہلائیگا۔

دستان مین چاندی کا روپیہ عام طور پر چلتا ہے، اور ساورن زیادہ کثرت کے ساتھ

چلن مین نہین ہین، چاندی کے سکہ کے معاوضہ مین گورنمنٹ ساورن دینے پر مجبور نہین ہے، لیکن مبادلہ خارجہ کے لئے ساورن ملتے ہین، اور ایک رقم محفوظ بھی اسی ضرورت سے لندن مین رہتی ہے (ساورن اور روپیہ کا تناسب عموماً ۱-۱۵ کا رہتا تھا، لیکن اب اثرات جنگ کے باعث غیر متعین ہے اور روپیہ کی سکہ سازی محدود ہے،

اس طریقہ کے حامی اس بات کے مدعی ہین کہ آیندہ تمام ممالک مین یہی طریقہ رائج ہوجائیگا یعنی معیار سونے کے سکہ کا ہوگا، مگر سونے کا سکہ چلن مین نہوگا، سب سے بڑا فائدہ اسکا یہ بیان کیا جاتا ہے کہ

(۱) اندرون ملک کی گردش کے لئے سکہ کم قیمت مین بنینگے یعنی کم قیمت دہات سے کام چلیگا اگرچہ سستی دہات کے سکہ کی قیمت بڑہا دیجائیگی یعنی زر وضعی کردیا جائیگا،

(۲) اور مبادلہ خارجہ مین ثبات رہیگا یعنی ایک مقررہ تناسب سے چاندی کے سکہ کے معاوضہ مین سونے کے سکے مبادلہ خارجہ کے لئے ملجائین گے،

کسی شخص کو اس سے انکار نہین ہوسکتا ہے کہ ثبات نرخ مبادلہ خارجہ مفید ہے اور طریقہ بالا مین یہ خوبی ضرور ہے لیکن ثبات نرخ سے یہ نتیجہ نہین نکلتا ہے کہ روپیہ کی قیمت سونے مین مقرر کردینے سے وہ اور افعال زر بھی اس طریقہ خاص مین انجام دیگا۔

ہم افعال زر مین لکھ چکے ہین کہ پہلا اور اہم فعل زر کا یہ ہے کہ آلۂ مبادلہ ہو نہ صرف مبادلہ خارجہ کے لئے بلکہ اندرون ملک کے تجارت وصنعت وغیرہ کے لئے بھی، اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے روپیہ ایسا ہونا چاہیئے کہ عام طور پر قبول کیا جائے، اور عام طور پر قبول ہونے کے لئے زر مین قیمت ذاتی کا ہونا لازمی ہے، روپیہ کی دہات کی کم قیمتی کے باعث خفیف بے اطمینانی بھی اسکے عام طور پر قبول ہونے مین مانع ہوگی۔

آلۂ مبادلہ کے لئے یہ شرط بھی ضروری ہے کہ وہ ضروریات تجارت کے ساتھ مطابقت کرے،

ت کے حجم کی کمی بیشی کے ساتھ زر کے حجم مین بھی ہوجایا کرے، یہ صورت اسوقت ممکن ہوگی اگر قیمت
ی دہات کی قدر کے برابر ہو، بحالت زر وضعی یہ ہونا غیر ممکن ہے، اگر دہات کی قیمت روپیہ کی
کے برابر ہوگی تو جسوقت مقدار زر زیادہ ہوگی لوگ روپیہ گلا ڈالین گے، اگر دہات کی قیمت
ی قیمت کے برابر نہ ہوگی تو یہ صورت غیر ممکن ہے،

افعال زر مین ہم یہ بھی لکہہ چکے ہین کہ وہ خزینۃ القدر کا کام دے، اس طریقہ مین لوگ صرف
یہ جمع کرینگے جسکی قیمت فلزاتی اسکی قیمتِ زر سے کم ہنو، زر وضعی ہرگز جمع نہ کرینگے، انکو ہمیشہ
یگا کہ آیندہ زر وضعی کی قیمت کیا ہوگی، ہندوستان مین ساورن کی مانگ خزینۃ القدر کے
عی جمع کرنے کے لئے ہے اور روپیہ پر بے اطمینانی بھی ظاہر کرتی ہے،

م نے مختصر طور پر اسکی خوبیان اور چند اعتراضات لکہدیئے، اسکی مفصل بحث کی گنجائش اس
ن نہین ہے، چونکہ ہندوستان پر اس طریقہ کے خاص اثرات پڑے ہین، اسلئے بعد تحقیقات
ال مین چاندی کی قیمت بڑہجانیکی وجہ سے مقرر ہوا ہے، ہم اس طریقہ کے معائب کافی
کے ساتھ لکہین گے۔

زرِ کاغذی

نے اقسام زر مین لکہا ہے کہ زر کاغذی وہ ہے جو سلطنت یا کسی بنک کے اعتبار پر کسی
ائج ہون اور عام طور پر لوگ اُسپر اعتماد رکہتے ہون اور مبادلہ مین قبول کرتے ہین، اب
کے اقسام اور اسکے استعمال کے فوائد و نقصانات مختصر طریقہ پر لکہتے ہین۔

اغذی تین قسم کا ہوتا ہے، نیابتی[۱] زرِ کاغذی، اعتباری[۲] یا بدل پذیر زرِ کاغذی، رسمی[۳] یا غیر بدل پذ

1- Representative paper money, (2) Converti
Redeemable, or Fiduciary paper money, (3)
Inconvertible, Irredeemable, or conventional Pape

۱- نیابتی زرِ کاغذی، اس زر فلزاتی کی رسید ہوتی ہے جو سرکاری خزانہ یا بنک مین جمع کیا جاتا ہے جیسے امریکہ کے پروانہ طلا و نقرہ۔

یہ مثل زر فلزاتی کے ہوتا ہے اور ہر جگہ قبول کیا جاتا ہے کیونکہ اسکے پیش کنندہ کو ہر وقت رقم مندرجہ نیابتی زرِ کاغذی مل سکتی ہے، اور اجرا کنندہ کو زر فلزاتی کی ٹہیک اسیقدر رقم محفوظ ہر وقت موجود رکہنا پڑتی ہے جو نیابتی زرِ کاغذی مین درج ہوتی ہے،

۲- اعتباری یا بدل پذیر زر کاغذی وہ نوٹ کہلاتے ہین جو سرکار یا بنک کی طرف سے اس وعدہ پر جاری ہوتے ہین کہ انکے پیش کنندہ کو بوقت مطالبہ فوراً زر فلزاتی بقدر مندرجہ نوٹ ادا کردیئے جائین گے۔

یہ نوٹ چونکہ گورنمنٹ یا بنک کے اعتبار پر چلتے ہین اسلئے وہ ہر وقت نہین بہنتے ہین بلکہ عام طور پر داد و ستد خرید و فروخت مین چلتے رہتے ہین، انکی ادائی کے واسطے اجرا کنندہ کو زر فلزاتی کی رقم محفوظ اجرا شدہ نوٹ کے مقابلہ مین کم رکہنا پڑتی ہے، جیسے ہندوستان کے نوٹ سمجھے جاتے ہین اور انگلستان کے بنک کے نوٹ انکی ادائی کے لئے پوری رقم رکہنے کی ضرورت نہین،

۳- رسمی یا غیر بدل پذیر زرِ کاغذی، وہ نوٹ کہلاتے ہین جنکے پیش کرنیوالے کو بوقت مطالبہ زر فلزاتی بقدر مندرجہ نوٹ نہین مل سکتے ہین، اور ان نوٹ کو سرکار اپنے حکم سے جاری کرتی ہے انکی دو قسمین ہین، ایک تو وہ ہین جو شروع سے غیر بدل پذیر ہوتے ہین، دوسرے وہ ہین جو ابتدا مین بصورت بدل پذیر جاری کئے جاتے ہین مگر بعد کو غیر بدل پذیر ہوجاتے ہین جیسے فرانس کے دور انقلاب کے اسگینیٹ (Assignate) اور انگلستان کے بنک کے نوٹ از ۱۷۹۷ء تا ۱۸۵۹ء اور امریکہ کے گرین بیگ (Greenbacks) جو امریکہ نے سول وار کے زمانہ مین جاری کئے تھے۔

زرِ کاغذی کے فواید

ا غذی کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اگر کسی ملک مین زر فلزاتی کافی تعداد مین موجود ہون
زی چلایا جائے توجسقدر زر کاغذی زر فلزاتی کے بجاے مستعمل ہوگا اسقدر زر فلزاتی ملک
رفت مین صرف ہوسکیگا، یا ممالک خارجہ سے اشیا، خریدنے مین کام آئیگا، اگر کل ممالک
ر کاغذی استعمال کرنے لگین توجسقدر محنت اور روپیہ قیمتی دہاتون کے نکالنے مین
ے وہ کسی مفید کام مین صرف ہونے لگے۔

غذی کے آلہ مبادلہ ہونے سے ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ جسقدر نقصانات زر فلزاتی کے
تے ہین وہ نہونگے، اسکے علاوہ بڑی رقمون کا زر کاغذی سے اداکرنا بمقابلہ زر فلزاتی کے
ب ہے اور کسی دور دراز مقام مین رقم کثیر کا زرِ کاغذی مین لیجانا زیادہ آسان اور کم خرچ ہے
غذی فوائد اقتصادی ہین۔

لی فائدہ یہ ہے کہ گورنمنٹ کو جوکچھ رقم سود مین قرض لینے کی وجہ سے دینا پڑتی ہے
ن بقدر ضرورت، بجاے قرض لینے کے وہ زرِ کاغذی جاری کردے اور سود سے
ے، اسکے علاوہ گورنمنٹ کو آمدنی بغیر ٹکس لگاے ہوجاتی ہے، یہ طریقہ اکثر وہ سلطنتین
ن جنکی ساکھہ خراب ہوجاتی ہے اور انکو قرض بڑی شرح سود پر ملتا ہے، اس سلسلہ مین
ت کے ایک اور مسئلہ کا ذکر کرتے ہین وہ یہ ہے کہ کیا اجراے زرِ کاغذی دولت پیدا
ف ہے، اسکی بحث اگرچہ نہایت دلچسپ ہے، لیکن اس مضمون مین اسکی گنجائش نہین
ت یہ خیال پہلے تہا کہ جسقدر نوٹ جاری کئے جاتے ہین اُسیقدر دولت پیدا ہوجاتی ہے
ں کی غلطی ظاہر ہوگئی ہے اور یہ خیال صحیح سمجہا جاتا ہے کہ جسقدر زر فلزاتی کے بجاے
ر کاغذی استعمال ہوتا ہے اسیقدر دولت پیدا ہوجاتی ہے، اگر کسی ملک مین ایک

کرور روپیہ چلن مین ہے، اور نوٹ جاری کرنیکی وجہ سے ۲۰ لاکھہ روپیہ چلن سے نکل کر ملکی صنعت و حرفت اور زراعتی کامون مین یا ممالک خارجہ سے اشیا، خریدنے مین صرف ہوا ہے، تو ملک مین بقدر ۲۰ لاکھہ کے دولت مین اضافہ ہوگیا،

نقائص زرِ کاغذی

زرِ کاغذی کے استعمال مین چند نقائص بھی ہین، پہلا تو یہ ہے کہ زرِ کاغذی کی قیمت مین ثبات بمقابلہ زر فلزاتی کے کم ہوتا ہے، چونکہ اجراء زرِ کاغذی گورنمنٹ کی مرضی یا پالیسی پر موقوف ہوتا ہے اسلئے گورنمنٹ اکثر زیادہ تعداد مین نوٹ جاری کردیتی ہے جسکی وجہ سے اسکی قدر گہٹ جاتی ہے زر فلزاتی مین چونکہ بوجہ مصارف کانکنی وغیرہ رسد مین بآسانی زیادہ اضافہ نہین ہوتا ہے اسلئے اسکی قدر نہین گہٹتی ہے،

(۲) زرِ کاغذی کی بنیاد بہت ضعیف ہوتی ہے، یعنی سلطنت کے نفاذ قانون کی وجہ سے زرِ کاغذی کی قیمت ہوتی ہے، اگر سلطنت مالی مشکلات کی وجہ سے دوسرا قانون نافذ کرکے نوٹ کا رواج بند کردے تو زرِ کاغذی ردی کاغذ سے بھی بدتر ہوجائے، زر فلزاتی کی قیمت چونکہ اسکی دہات کی وجہ سے ہوتی ہے، اسلئے اگر گورنمنٹ قانوناً کسی زر فلزاتی کا رواج بند کردے تو بھی اسکی قیمت فلزاتی باقی رہیگی،

(۳) زرِ کاغذی مین چونکہ قدر ذاتی نہین ہوتی ہے، اسلئے وہ صرف اندرون ملک کی چلن مین استعمال ہوسکتا ہے، مبادلہ خارجہ مین نہین قبول کیا جائیگا، زر فلزاتی اپنی دہات کی قیمت کے حساب سے ہمیشہ قبول ہوگا،

اگر مختلف ممالک مل کر کوئی خاص قسم کا زرِ کاغذی جاری کرین جسکو سب قبول بھی کرین اور اسکا اجرا بھی کسی خاص اصول کا پابند ہو تو شاید یہ معائب کم ہوجائین جسکی اُمید کم معلوم ہوتی ہے،

(باقی)

چارلس ڈارون

(از جناب مولوی محمد سعید صاحب انصاری رفیق دار المصنفین)

رپ کے بڑے بڑے اہل کمال نے مختلف شعبون مین اپنے کمال کے جوہر دکہائے ہین،
، ایتھر کا اکتشاف کیا ہے، فرنکلن نے چھاپہ ایجاد کیا ہے، سیمنس نے ٹیلیفون بنایا ہے،
ارنے ہوائی جہازون مین حرکت پیدا کی ہے، اور انکے پر ایجاد کئے ہین، نیوٹن نے علم الفلک
ت جدیدہ کی بنیاد رکہی ہے، لیکن ڈارون وہ ہے جس نے موجودہ دور علمی کو پیدا کیا ہے،
ا پر اسکو تمدن یورپ مین جو درجہ حاصل ہے کسی کو حاصل نہین،

رسن رشد ڈارون انگلینڈ کے شہر شروزبری (Shrewsbury) مین
۱۸۰۹ء کو پیدا ہوا، ۸ سال کا تہا کہ جولائی ۱۸۱۷ء مین اسکی مان نے انتقال کیا، اسی
یک مدرسہ مین داخل ہوا، جہان وہ سال بہر تک پڑہتا رہا، وہ پڑہنے لکہنے مین زیادہ
البتہ تاریخ طبیعی کا شروع سے دلدادہ تہا، اسی بنا پر کثرت سے مختلف قسم کے نباتات،
جانور اور سکے جمع کیا کرتا تہا، اور یہ بات اسکے بہائی بہنون مین نہ تہی، چنانچہ ایکمرتبہ
پنے دوستون کے مجمع مین دعوی کیا تہا کہ "مین مختلف رنگ کے نباتات رنگین
ینچکر پیدا کرسکتا ہون،" اسی طرح اس نے ایک مرتبہ اپنے باپ کے بہت سے
ے کردیئے اور پہر اپنے احباب مین دوڑ دوڑ کر یہ خبر مشہور کی کہ مین نے ان درختون کا

ڑیون کے انڈے جمع کرنے کا بہت شوق تہا، اور ہر گہونسلے سے ایک انڈا نکالتا تہا

لیکن ایک مرتبہ شرارت سے سب انڈے نکال لئے اور گہونسلا بالکل خالی کردیا،

اسکو غسل کا بہت شوق تہا اور چار برس کے سن سے دریا مین نہانے جاتا تہا، اسی وجہ سے اسکو دریائی شکار کا خیال پیدا ہوا، چنانچہ گہنٹون دریا کے کنارے بیٹہا ہوا ماہی گیرون کا تماشا دیکہتا تہا، ایک مرتبہ کسی نے کہا کہ پانی اور نمک سے کیڑے مرجاتے ہین، چنانچہ اس تجربہ کیلئے اس نے ہزارون کیڑے مار ڈالے، ایک مرتبہ ایک کتے کا پلا نظر پڑا تو اسکو دیر تک مارتا، اور اسکی سخت جانی کا تجربہ کرتا رہا،

۱۸۱۸ء مین وہ ایک کالج مین بہیجا گیا جہان وہ ۱۸۲۵ء تک پڑہتا رہا، اسوقت اسکا سن ۱۶ برس کا تہا، اور اگرچہ اسکا گہر بالکل قریب تہا تاہم وہ بورڈنگ مین رہتا تہا اور گہر آتا جاتا تہا یہان اس نے دوڑنے کی خوب مشق کی تہی،

اس زمانہ مین اسکو تنہائی بہت محبوب تہی، اور وہ اکثر کسی نہ کسی خیال مین محو رہتا تہا، یہانتک کہ بسا اوقات اسکو یہ بہی پتہ نہین لگتا تہا کہ وہ کہان جا رہا ہے؟ چنانچہ ایک مرتبہ وہ ایک بلند مقام سے گذر رہا تہا جسکے آگے نشیب تہا، جب نشیب آیا تو چونکہ اسکو مطلق خبر نہ تہی اسلئے اسمین گر پڑا۔

اس کالج مین چونکہ ادب زیادہ اور تاریخ وجغرافیہ کم پڑہایا جاتا تہا، اسلئے اس نے عقلی ترقی کے لئے اچہا موقع پایا، لیکن لغت وغیرہ مین اپنے ساتہیون سے بہت پیچہے رہا، یہان اشعار بہی کہلائے جاتے تہے، اور یہ اسکے لئے اتنی بڑی مصیبت تہی کہ وہ کسی طرح اسکو برداشت نہین کرسکتا تہا اسلئے ساتہیون سے قدما کے اشعار جمع کراتا اور انکو کاٹ چہانٹ کر اپنا کر لیتا تہا، لیکن بعد مین وہ نظم پر قادر ہوگیا اور ہر موضوع پر لکہنے لگا،

یہان اشعار زبانی یاد کرائے جاتے تہے اور انکو وہ آسانی سے حفظ کرلیتا تہا، چنانچہ وہ ہومر کے ۴۰۰، ۵۰۰ شعر صبح کو یاد کرتا لیکن ۴۸ گہنٹے کے بعد بہول جاتا تہا، اسکو اگرچہ شعر وسخن سے بالکل دلچسپی نہ تہی

ہم کرنی (Corneille) کی نظم کو جو فرانسیسی زبان مین ہو اس کے واقعہ کے متعلق لکھی گئ
ت پسند کرتا تھا،

وہ پڑہنے لکھنے مین اگرچہ بہت محنت کرتا اور اپنی جماعت مین متوسط درجہ کا طالبعلم شمار ہوتا
ہم اسکے باپ اور اساتذہ اسکو نہایت حقارت سے دیکھتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ اسکے باپ نے
تا کہ تم کو صرف شکار کرنا، کتے پالنا اور چوہے جمع کرنا آتا ہے، اور مین سمجھتا ہون کہ تم ننگ خاندان ہوگے
پڑہنے کے زمانہ مین وہ مسائل پر غور کرتا اور جب کوئی مسئلہ حل ہو جاتا تو بہت خوش ہوتا تھا
چہ اقلیدس کے براہین ہندسی اسکو زبانی یاد تھے اور وہ انکو سمجھکر بہت مسرور ہوتا تھا، اسی طرح
یٹر (قیاس میزان الہواء) کے مشکل مسائل جب حل کئے تو بہت خوش ہوا،

پڑہنے کے علاوہ اسکو کتب بینی کا بھی بہت شوق تھا، چنانچہ کالج کے لائبریری مین گھنٹون کھڑے
یٹ شکسپیر، ٹامسن، بریرن اور اسکاٹ کی کتابین دیکھا کرتا تھا، لیکن چونکہ اسکو اشعار سے بالکل
نہ تھی اسلئے بھول جاتا تھا،

اکتوبر ۱۸۲۵ء مین اسکے باپ نے اس کالج سے نکال کر اسکو اڈنبرگ یونیورسٹی مین داخل کرا
س نے دو برس تک طب وغیرہ کی تحصیل کی، لیکن چونکہ اساتذہ کے لکچر بہت معمولی اور سطحی
تھے اسلئے اسکو بیان کی تعلیم پسند نہ تھی اسی بنا پر وہ نباتات اور تشریح کے استادون سے خاص طور پر نفرت
، البتہ کیمیا، کا لکچر اچھا ہوتا تھا، لیکن دقت یہ تھی کہ وہ سرے سے اس نظام تعلیم ہی کا مخالف
نے بجاے کتاب کے مطالعہ کو ترجیح دیتا تھا، اس بنا پر وہ اس کالج سے بالکل کورا نکلا کیونکہ
کو بالکل بیکار اور اپنی آیندہ مشاغل کے منافی سمجھتا تھا، اگرچہ ابتدا مین اسکو مُردون کی چیر
دون کے علاج سے خاص شغف تھا، اور اسکے باپ نے اسکے طبیب حاذق ہونے کی پیشینگوئی
ی تھی، تاہم چونکہ اب اسکا احساس نہایت لطیف ہوگیا تھا، اسلئے اسکو چیر پھاڑ کے کمرہ مین

جاتے ہوے گھن معلوم ہوتی تھی، اور چونکہ اس زمانہ تک بیہوشی کی دوا لوگون کو نہین معلوم تھی اس لئے مریضون کی چیر پھاڑ مین سخت دقت پڑتی تھی اور ڈارون انکی تکلیف کو دیکھہ نہین سکتا تھا،

یہ دیکھکر اسکے باپ نے الٰہیات پڑہانے کا فیصلہ کیا، لیکن چونکہ کالج چھوڑنے کے بعد سے اس نے ادب کی ایک کتاب بھی نہین دیکھی تھی اور وہ ان علوم حتی کہ یونانی زبان کو بھی بالکل بھول گیا تھا اور یونیورسٹی مین داخل ہونے کے لئے ان چیزون کے یاد ہونے کی ضرورت تھی، اسلئے اس نے کچھ عرصہ تک گہر رہ کر ایک استاد سے ادب کی کتابین پڑہین، اور یونانی زبان سے ترجمہ کرنے کی مشق کی، اور ۱۸۲۸ء مین جب وہ داخلہ کے قابل ہوگیا تو کیمبرج یونیورسٹی مین اپنا نام لکھایا لیکن یہان بھی اسکا تین برس کا قیام بالکل بیکار ثابت ہوا، اسی زمانہ مین اسکو ریاضی کا شوق پیدا ہوا اور اسکے لئے اس نے لبارمتھ کا سفر کیا اور ایک مخصوص استاد سے اسکی تحصیل کی لیکن ریاضی کے قواعد اسکے سمجھہ مین اچھی طرح نہین آئے اور جبر و مقابلہ کے اصول کو وہ لغو سمجھتا رہا۔

یونیورسٹی کے ادبی لکچرون مین بھی براے نام شامل ہوا، اخیر سال مین البتہ ڈگری حاصل کرنے کے لئے اس نے زیادہ محنت کی، اور اسکا یہ خیال ایک کتاب دیکھکر اور قوی ہوا، یہ کتاب عیسائی مذہب کی بعض تعلیمات اور اسکے فلسفۂ اخلاق پر تھی، اور چونکہ اسکا پیرایہ بالکل منطقی تھا، اس لئے ڈارون کو اسکے مباحث سے خاص دلچسپی تھی، اس کتاب کے دیکھنے کا یہ اثر ہوا کہ وہ نہایت صحیح طریقہ سے ہر چیز کی دلیل بیان کر سکتا تھا اور چونکہ اسکو اس نے نہایت غور سے پڑہا تھا اور الفاظ کے بجاے معانی پر زیادہ توجہ کی تھی، اسلئے خیالات کی ترتیب و تہذیب کے علاوہ ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ آنرس پاس ہونے والون کے علاوہ وہ اپنی جماعت مین کسی سے کم نہین رہا،

یہان مختلف عنوانات پر لکچر دیئے جاتے تھے، اور ان مین طلبہ کی شرکت لازمی تھی لیکن ڈارون بہت سے لکچرون سے غائب رہتا تھا، ایک پروفیسر جو جیالوجی پر لکچر دیتا تھا بہت بڑا ادیب بھی تھا

سکے لکچردن مین مسائل کے علاوہ ادب کی بھی چاشنی ہوتی تھی، ڈاروِن اسکے لکچرون مین بہت کم
، حالانکہ اگر وہ انکو غور سے سنتا تو طبقات الارض کا بہت بڑا عالم ہوتا اسی طرح پروفیسر ہنزلو
مکمل لکچر دیتا تھا، اور طلبہ کو جنگون میدانون، وادیون اور نہرون کے کنارہ لیجاتا، اور وہان انکو عجیب
ن کے حیوانات اور نباتات کا مشاہدہ کراتا تھا، یہ سفر اگرچہ نہایت پرلطف ہوتے تھے
سکے لکچرون اور سفرون مین کم شریک ہوا، اور اگرچہ یہان اسکو تحصیل علم کے بہت سے مواقع حاصل تھے
کار اور شہسواری مین اپنا وقت ضایع کرتا رہا، جس سے ایک طرف تو تعلیم کا نقصان
طرف سوسائٹی کے اثر سے اسکا مذاق پست ہوگیا، کیونکہ اسکے احباب عموماً کھیل کود
ں وشرب، اور تاش کھیلنے مین اپنا وقت ضایع کیا کرتے تھے،
ے ساتھ ہی اسکے بعض ایسے دوست بھی تھے جنکی وجہ سے اسکو فنون لطیفہ کا ذوق
دیٹلی" نے اسکو تصویرکشی کی طرف راغب کیا، جس سے آگے چل کر اسکو عجائب خانون
ویردن کے حسن وقبح پر بحث کرنے کا شوق پیدا ہوا، اسی طرح ہربرٹ نے اسکو موسیقی
س سے اسکو اپنی انفعالی قوت کے اندازہ کرنیکا موقع ملا،
اتون نے اگرچہ اسکو علمی ترقیون سے محروم کردیا تھا تاہم چونکہ وہ اب ہر چیز پر نہایت
تھا اسلئے قوت استنباط بہت تیز ہوگئی، اور اسکا دماغ باریک بینی اور نکتہ آفرینی کا
بنا پر اُس نے اپنے خیالات کے ظاہر کرنے کے لئے تصنیف کا میدان تلاش کیا
ابھی وہ اسپر اچھی طرح قادر نہ تھا، اسلئے جملون کی ترکیب، الفاظ کی نشست اور
سکا سارا وقت ضایع ہوجاتا تھا، اور بہت سے خیالات دماغ سے نکل جاتے تھے،
یک کتاب مین اشارات لکھنے شروع کئے، جنکو اوقات فرصت مین وہ مضمون
کرتا، اور اسکی عبارت کو درست کرتا تھا،

تصنیف کے لئے وسعت مطالعہ نہایت ضروری شے ہے، اور اسکا ڈاروِن نے یہ طریقہ نکالا تھا کہ جو کچھ دیکھتا اسکو نہایت ترتیب سے یاد رکھتا، اور ہر بحث کے شروع مین چند ایسے جملے لکھدیتا جو تمام بحث کا خلاصہ ہوتے تھے، انہین جملون سے وہ اپنی تصنیفات مین کام لیتا تھا چنانچہ اسکی کتابون کو پڑھکر صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس نے دوسرون کی معلومات کو اپنی مباحث کا سنگ بنیاد قرار دیا ہے۔ وہ کتابون کے آخر مین مضامین کی ایک فہرست لگاتا تھا، جس سے اسکو حوالون کے نکالنے مین آسانی ہوتی تھی، اور ہر مسئلہ کے متعلق اپنی رائے لکھتا تھا، جس سے تصنیف کے وقت اسکو مدد ملتی تھی،

عمر کے آخری ۲۰ - ۳۰ برس مین اسکو اشعار سے بالکل رغبت نہین رہ گئی تھی، اور وہ ایک شعر کے پڑھنے پر بھی قادر نہین رہتا تھا، چنانچہ ایک مرتبہ شکسپیر کی تصنیفات دیکھنے کا ارادہ کیا تو سستی مانع ہوئی اور اس خیال سے باز آیا، اسی طرح تصویرکشی اور موسیقی سے بھی طبیعت پھر گئی اور مناظر فطرت کے دیکھنے سے جی اُکتا گیا، اور اسکے بجائے اُسکو ناول اور ڈرامے کا شوق پیدا ہوا لیکن ان مین وہ صرف ان کتابون کو پسند کرتا تھا جنکا لب ولہجہ معتدل ہو، اور مبالغہ سے خالی ہون، جن افسانون کی ٹریجڈی افسوسناک واقعات پر ختم ہوتی تھی انکو وہ سخت ناپسند کرتا تھا، اسی طرح اُسکو فنون جمیلہ سے بھی دلچسپی نہین رہی تھی، کیونکہ اب اسکی عقل صرف ایک ایسا آلہ رہ گئی تھی جسکے ذریعہ سے وہ اپنے تخیلات کو چند کلیات کے گرد گردش دیا کرتا تھا،

وفات ان دماغی اشغال نے اگرچہ اسمین صفات عقلیہ کا ایک گوناگون عالم پیدا کردیا تھا، اور اسمین حب علم، دقت نظر، ملکۂ اجتہاد، اور اصابت رائے جیسے ضروری اوصاف پیدا ہوگئے تھے، تاہم اب وہ صحت جسمانی سے بالکل محروم ہوگیا تھا چنانچہ عمر کے آخری حصہ مین سخت بیمار پڑا جس سے اسکے تمام علمی مشاغل بند ہوگئے، اور اسکی بیوی کو تصنیف وتالیف مین اسکی مدد کرنا پڑی۔ اس

پنے باپ کا تذکرہ کرتا، اور اپنے لئے اسی قسم کی صحت کا خواستگار رہتا، لیکن انسان کی
ری نہین ہوتین، بلکہ قبر تک اسکے ساتھ جاتی ہین، اسلئے وہ بھی اس تمنا کے ساتھ
کے سپرد کردیا گیا، اسوقت اسکی عمر ۷۳ برس کی تھی،

ں اولاد کی تفصیل معلوم نہین، صرف اتنا معلوم ہے کہ ایک لڑکے کا نام فرنسیس ڈارون تھا
اپنے باپ کی لائف لکھی اور خطوط جمع کئے،

ن بہت سے علوم کا ماہر تھا، کالج کی زندگی مین اُس نے انگریزی زبان کے علاوہ
بھی سیکھی تھین، اور علوم ادبیہ، جغرافیہ قدیم، تاریخ قدیم، شعر، اقلیدس، طب، کیمیا،
ی، الجبرومقابلہ، فلسفہ اخلاق، جیالوجی، علم النباتات، بیالوجی، تصویر کشی، موسیقی
کیا تھا، ان مین سے اسکو تاریخ طبیعی کا بچپن سے شوق تھا، جو اخیر عمر تک قائم
مادرا رالطبیعۃ سے اسکو کبھی دلچسپی نہ تھی، اور اسلئے اسمین کامیاب نہین ہوا، شعر وسخن
تھا، لیکن بعد مین یہ حالت ہوئی کہ جب ۱۸۲۳ء مین ویلس کا سفر کیا اور اسکے
کی قوت تخیل مین دفعتہ ایک ہیجان پیدا ہوگیا، لیکن بعد مین پھر اگلی حالت عود
م اشعار صفحۂ دل سے محو ہوگئے، موسیقی اور تصویر کشی کا بھی یہی حشر ہوا -

ی سب سے مشہور اور معرکۃ الآرا تصنیف "اصل الانواع" ہے جسمین اس نے
ہے جسکی اس سے بالکل امید نہ تھی، کیونکہ لوگون کا اسکے متعلق یہ عام خیال تھا کہ
ت صحیح مطالعہ کرتا ہے، لیکن اُنکے علل واسباب کو اچھی طرح بیان نہین کرسکتا،
سے یہ خیال بدل جاتا ہے کیونکہ اسمین اس نے اصابت راے اور ایجاد و اجتہاد
نظر پیش کیا ہے جسکو علما، کی ایک بڑی تعداد نے تسلیم بھی کرلیا ہے،

حیوانات الصدفیۃ" ہے، اسمین اس نے ان حیوانات سے بحث کی ہے جو

آبی پتھرون کی چٹانون مین رہتے ہین اس کتاب کے شروع مین اس نے مقدمہ کے طور پر چند باتین بیان کی ہین اور انہین پر اپنے مضمون کی بنیاد رکھی ہے، یہ طریقہ ڈارون کے عام انداز تصنیف کے بالکل خلاف ہے کیونکہ وہ عموماً تقلید کے قیود و بند سے آزاد رہنے کے لئے اپنے اصول مین تبدیلی پیدا کرتا اور قدما، کی تقلید کو ناپسند کرتا ہے،

ایک تصنیف اسکی خود نوشت سوانحعمری ہے جس سے ہمنے اس مضمون مین فائدہ اٹھایا ہے،

ابتدائی تصنیفات مین ہومر کے اشعار اور انجیل مقدس کا ترجمہ ہے جو اس نے یونانی زبان سے انگریزی مین کیا تھا -

اسکے علاوہ اسکے پاس مضامین کا ایک بہت بڑا ذخیرہ جمع رہتا تھا جنکی تعداد ۴۰ کے قریب تھی اور وہ مختلف عنوانات پر مشتمل تھے، چنانچہ جب اسکو کسی موضوع پر لکھنے کی ضرورت پیش آتی، تو ایک مرتبہ انکا مطالعہ کرلیتا تھا،

ڈارون نہایت کامیاب مصنف تھا، چنانچہ اسکی تمام تصنیفات اسکی زندگی ہی مین انگلستان اور تمام یورپ مین پھیل گئی تھین،

اخلاق وعادات ڈارون نہایت مذہبی آدمی تھا، وہ چھوٹی چھوٹی باتون مین بھی خدا کا خیال رکھتا تھا، چنانچہ طالب العلمی کے زمانہ مین جب گھر سے دوڑکر کالج تک جاتا اور وقت پر پہنچتا تو اسکو خدا کا فضل و کرم سمجھتا تھا، وہ خود کہتا ہے کہ "مین خدا کی نماز پڑھتا اور اس سے مدد مانگتا تھا، اور مجھے اپنی نماز کی مقبولیت پر بڑا تعجب ہوتا اور مین اپنی سعی وکوشش کو تیز دوڑنے کے بجاے خدا کی طرف منسوب کرتا تھا"-

وہ اپنے مذہب کے مطابق نماز پڑھتا اور اسکا پابند رہتا تھا،

فطرتاً نہایت رحمدل تھا، چنانچہ جب طبی کالج مین تعلیم پاتا تھا تو ایک دن دو شخصون پر عمل جراحی کیا گیا چونکہ اسوقت تک بیہوشی کی دوا نہین ایجاد ہوئی تھی اور چیر پھاڑ مین مریض کو سخت تکلیف

ڈارون اس کمرہ کو چھوڑ کر بھاگ گیا، اور پھر کبھی جراحی کے وقت نہین آیا،
ساده دل اور نیک مزاج تہا، چنانچہ ایک مرتبہ ایک ساتھی نے اسکو ہمراہ لیکر ایک
ک خرید اور دام ادا کئے بغیر وہان سے چلدیا، ڈارون نے سبب پوچھا تو بولا کہ میرے
ی رقم اس غرض سے وقف کر رکہی ہے کہ جو لڑکا انکی پرانی ہیٹ پہن کر اسکو ایک خاص
دیگا تو اسکو ہر دوکان سے مفت چیزین ملجاینگی، اور دوکاندار اس سے قیمت کا مطالبہ
عد اس نے ہیٹ ہلا کر دکہائی اور دوسری دوکان پر جاکر ایک اور چیز خریدی، ڈارون
نیا اور جب اس نے ہیٹ دیکر اسکو بعض چیزون کے خریدنے کے لئے بازار بھیجنا چاہا تو
چنانچہ ایک دوکان سے جاکر کیک خریدا اور قیمت ادا کئے بغیر وہان سے چلنے لگا،
ن سے بالکل ناواقف تہا اسلئے اس نے ڈارون کو پکڑ کر اس طرح دبوچا کہ اسکو
لاحق ہوگیا، اور وہ کیک کو وہین چھوڑ کر بے تحاشا بھاگ نکلا، یہان اسکا دوست
ف اُتار رہا تہا، ڈارون پر نظر پڑی تو بے ساختہ ہنسنے لگا،
سلے کی طرح ذکی، فطین، اطباع اور روشن دماغ نہ تہا، چنانچہ اسکے سامنے کوئی کتاب
و وہ نہایت متاثر ہوتا لیکن اُسپر تنقید نہین کرسکتا تہا، اسی طرح وہ بہت دیر تک کسی
ن رہ سکتا تہا، لیکن باین ہمہ جب کوئی راے قائم کرتا تو اسمین اسقدر جدت، ندرت اور صحت
ن کو حاصل ہوتی ہی، چنانچہ اس وصف کی نسبت خود کہتا ہے کہ "مین اس پُر کی طرح نہین
ن مین ٹہر نہین سکتا۔"
تہا، ہر چیز پر نہایت عمیق نظر ڈالتا اور تہ تک پہنچنے کی کوشش کرتا تہا۔
ت لیجانے کا خیال اسکو ہمیشہ رہا کرتا تہا، چنانچہ خود لکھتا ہے کہ "مجھکو ہمیشہ یہ خیال رہا کہ
ح ایک بلند درجہ حاصل کرون"۔

مترجمات

محمد تغلق کا طرز حکومت

(۳)

(از پروفیسر گارڈنر براؤن)

چودہوین صدی عیسوی مین اس عقیدہ کی نہ صرف ایک متین بلکہ ایک مقتدر جماعت بھی موجود تھی، اور مسلمانان ہند کی تمام آبادی سے اسے پوری تائید کی توقع تھی، اگر یہ لوگ دار الحرب کے باشندے تھے، اور بیرونی اسلامی ممالک کے طرز عمل سے قطعاً ناواقف تھے، تاہم ابھی تک مذہبی جماعت کو اتنا غلبہ نہین حاصل ہوا تھا کہ نظم ونسق اور مہمات سلطنت کی باگ اسکے ہاتھ مین آجائے، زیادہ تر اس بنا پر کہ عموماً امراے سلطنت نہ متعصب تھے نہ چندان راسخ العقیدہ اور انکی ہمدردیان بادشاہ کے ساتھ تھین، جیسے مالی معاملات مین اب تک ایک بڑی حد تک آزادی حاصل تھی، مگر انہین مخالف بنانے کے لئے صرف اتنا کافی تھا کہ انکے مخصوص منافع پر بادشاہ ایک مرتبہ ہاتھ ڈال دے،

مذہبی گروہ کے جو کچھ بھی مزعومات ومعتقدات تھے، محمد تغلق کا طرز عمل ہر شے مین انکے مخالف تھا[۱]، بعض صورتون مین اُس نے حکمرانان سابق کی تقلید کی، اور بعض معاملات مین اسنے

[۱] معارف، انگریز مورخین جنھون نے ہندوستان کی ہمدردانہ اسلامی تاریخین لکھی ہین اور ان بادشاہون کی حمایت وطرفداری کا جو بدنام سمجھے جاتے ہین عجیب طریقہ یہ اختیار کیا ہے کہ "درحقیقت وہ بادشاہ برے نہ تھے بلکہ اصل مین وہ جس مذہب کے پابند تھے وہ اچھا نہ تھا اور چونکہ وہ دیندار تھے اسکے احکام سے انحراف نہ کرسکے" لین پول صاحب جنھون نے عالمگیر کی مدافعت مین بہت کچھ کوشش کی ہے انکا بھی اس حملہ مین آخر کار ہتھیار یہی ہے پروفیسر گارڈنر براؤن نے بھی محمد تغلق کی حمایت مین اسی طرز استدلال کو اختیار کیا ہے،

…یدہ اسنے اختیار کیا، وہ جانتا تھا کہ تخت کی عظمت و وقعت برقرار رکھنے کے لئے…
…وکت ازبس ضروری ہے کچھ تو اس خیال سے اور کچھ اس بنا پر بھی کہ وہ سلطنت کی…
…ں اور جدید اصلاحات کا خلوص کے ساتھ خواہشمند تھا، علاء الدین کی طرح وہ بھی اس…
…ہ نہین ہوسکتا کہ محاصل سلطنت کو چار شرعی طریقون پر محدود رکھے، اسلئے اُس نے…
…ے علاوہ اہل حرفہ اور پیشہ ورون پر ٹیکس جاری رکھے، اور شاید بعض جدید ٹیکس بھی…
…سکی کوئی خاص شہادت موجود نہین، اس سلسلہ مین ہمین بیشتر معلوم ہوچکا ہے کہ…
…ں جب اس نے خراج دُگنا کیا ہے تو کیسی سخت برہمی پیدا ہوئی،

…ہند و رعایا کے ساتھ برتاؤ، ان پر سختی و سخت گیری کیسی اسنے اکبر کے قبل ہی ایکطرف…
…ہم کو مسدود کرایا، دوسرے ہندو راجاؤن کو اعلیٰ جنگی مناصب اور دیگر قابل ہندوؤ…
…ت پر فائز کرنا شروع کر دیا، سب سے بڑھکر شاید اسکا یہ جرم تھا کہ اس…
…ہندوؤن کی دولت و ثروت مین کچھ دست اندازی نہین کی چنانچہ برنی کو…
…ب سے بڑا اعتراض یہی ہے کہ اس سے ہندوؤن کی مرفہ الحالی و ثروت…
…ا کیا، درآنحالیکہ یہ ایک راسخ العقیدہ حکمران کا فرض تھا کہ ان بدبختون…
…تھا، سب انکے منہ سے اگلوا لیتا، ہندو حکومتون کے متعلق شروع شروع…
…شبک یہ رہا کہ جنوبی ہند کی ریاستین اسکی مورد عتاب رہین اور بعد کو ہند…
…ب جم غفیر دہلی مین لاکر انکی ایک تعداد جہازون پر بھر کر غلامون کی حیثیت…
…ستان، اور روس، روانہ ہوتی رہی، لیکن یہ قصور اس سے ضرور ہوا کہ اسنے…

…(۴) لیکن ہم کو یقین ہے کہ یہ مورخین اپنی تحقیقات سے جنکو مرہون منت بتانا چاہتے…
…اکر ینگے کیا انہین سلاطین مین ایسے لوگ نہین گذرے ہین جو باوجود پوری دینداری کے سرخین…

چتور اور رنتھنبور کے راجپوتی قلعون کی کوشش تسخیر کے بجائے، دور دراز ممالک کی فتوحات کے بقول برنی مجنونانہ منصوبہ باندھتا رہا، اور قدیم و جدید ہندو ریاستون کو نیم خود مختاری کی حالت مین چھوڑے رکھا، اسکے اس طرز عمل کی دانشمندی سے وہ لوگ تو انکار کر ہی نہین سکتے، جو اکبر کے طرز حکومت کے مداح ہین، علیٰ ہذا اس سے بھی کسی کو انکار نہین ہوسکتا کہ رنتھنبور و چتور کے قلعہ جات پر بجید اضاعت نفوس کے بعد بھی مستقل قبضہ قایم رکھنے کی ناکامی کا یقین محمد تغلق کی عاقبت اندیشی کی دلیل ہے، تاہم اسکی یہ ساری کارروائیان متعصب و پرجوش طبقہ مین سخت مردود رہین، لیکن یہ بھی ضرور ہے کہ اس کا یہ طرز عمل رفتار زمانہ کے بالکل مطابق تھا، اور اس کا ثبوت ابن بطوطہ کے اس طنز آمیز لہجہ سے ملتا ہے، جس مین اس نے ایک ایسے مسلمان کا تذکرہ کیا ہے، جو ہندوؤن کا قتل واجب سمجھتا تھا، گویا اس عقیدہ کا شخص اس زمانہ کے لئے عجیب و غریب تھا،

غالباً علاؤالدین پہلا شخص ہے، جس نے مال غنیمت مین حصۂ حکومت کے قدیم تناسب مین تغیر کیا، اس نے اول بار جب خود مال غنیمت کا ۴/۵ حصہ لیا، اور سپاہ کو صرف ایک خمس دیا تو اس پر سپاہ مین سخت بغاوت پیدا ہوئی، مگر اسنے بغاوت کو پنجۂ آہنی سے فرو کیا، اور ہمارے علم مین کبھی دستور سابق کو بحال نہ کیا (یعنی جو جدید قاعدہ اس نے مقرر کیا تھا اس پر قائم رہا) خاندان تغلق کے دو ابتدائی فرمان رواؤن نے اسی قاعدہ کی تقلید کی، اور چودھوین صدی مین ہر سپاہی کو الگ الگ تنخواہ دینے کا دستور پڑ گیا جو زمانہ حال کے بہت کچھ مطابق تھا، گو سلاطین مغلیہ بھی اس جدید دستور کو رواج دیتے ہوئے بہت ہچکچاتے رہے، درآنحالیکہ سیاست نامہ مین (جو قرون وسطیٰ کے اسلامی دور حکومت کے نظم و نسق کا ایک گنجینہ ہے) اسکی کافی تعریف و توصیف موجود ہے،

...ہ نظم سیاست کا یہ بیشک ایک مسلم مسئلہ ہے کہ بادشاہ کو محاصل سلطنت مین سے اپنی
...سی قدر، یا اس سے کچھ زائد لینا چاہئے، جتنا اسکی رعایا مین بڑے سے بڑے
...لتا ہے، لیکن قرون وسطیٰ مین یہ تحقیق ہی دشوار تھا، انگلستان تک مین،
...رلیمنٹون کے درمیان اس مسئلہ پر مدتون سخت ترین معرکہ آرائیان رہیں
...بلی سے اس اصول پر عمل درآمد کی کیون کر توقع ہوسکتی تھی، اور خصوصاً
...ق سے!

...لت کی قایم کردہ فرد جرم کا آخری عنوان یہ ہے کہ اس نے عدالتی کارروائیوں
...سلمانون کو سزائے موت سے مستثنیٰ نہ رکھا، اور سادات کے تقدس کا لحاظ
...زامات کے لئے ہین اسی قدیم جرم یعنی سلطان کی شقاوت کی طرف رجوع
...یاد رہے کہ آج جس سلطان کو ہم "خون آشام" کے لقب سے یاد کرتے ہین
...کے زمانہ مین بلکہ اکبر کے عہد تک "عادل" تھا، اور سلطان کو فرائض معدلت
...ر جس خاموشی کے ساتھ وہ اپنے مخالف فیصلون کے آگے گردن خم کردیتا تھا
...کے "عادل" ہونے کے زبردست شواہد ہین، لیکن اسنے ایک قدم اس سے
...ں عدالت کی نظر مین بہی اسکا ناقابل عفو جرم ہے، اس نے مرافعہ کے لئے
...ں ذات کو قرار دیا، اور جب کبھی اسکی رائے عدالت ماتحت کے مفتیون
...ت ہوتی تو پہلے وہ اسکی کوشش کرتا کہ وہ مفتی صاحبان ہی اپنے فیصلون
...ن جب اس مین ناکامی ہوتی تو وہ اپنا حکم سنا دیتا، اور مفتیان شرع کے
...یا، اس سے بڑھکر یہ کہ اس نے فصل خصومات کا کام اپنے بعض ایسے
...ر کر دیا تھا جو نہ قاضی تھے، نہ مفتی، نہ فقیہ، اس موقع پر بیشک یہ اعتراض

ہو سکتا ہے کہ ان واقعات کو اسکی شقاوت وسفاکی سے کیا تعلق ؟ اسلئے ہم بھی دو ایسے امور کا ذکر کرنا چاہتے ہین جنکا تعلق اسی الزام سے ہے، پہلا مسئلہ باغی سرداروں کے ساتھ برتاؤ کا ہے، سلطان کے زمانہ مین بارہ بغاوتین فرو کی گئین، سات مین سلطان ذاتی طور پر شریک تھا اور پانچ اسکے افسرون کے ہاتھ سے، اول الذکر سات بغاوتون مین ایک کا سرغنہ میدان مین کام آیا، ایک مفرور ہوگیا، اور پانچ کو معافی دی گئی، بقیہ پانچ بغاوتون مین سے چار کے سرغناؤن کو سلطان کے افسرون نے بغیر اسکے ایما و استمزاج کے قتل کردیا، صرف ایک کے قتل کا البتہ معقول وجوہ واسباب کی بنا پر خود سلطان نے حکم دیا، کیا ان واقعات سے سلطان کی سفاکی کی کچھ بھی تائید ہوتی ہے ؟ اس سے بھی زیادہ دلچسپ وہ متعین واقعات ہین جنکی بنا پر مورخین نے سلطان کو خون آشام قرار دیا ہے، اس قسم کی پندرہ مثالین پیش کی گئی ہین، مگر لطف یہ ہے کہ ان پندرہ مین سے ایک نظیر تو سلطان کی خاص رحمدلی کی ہے، دو محض اتفاقی واقعات ہین، اور دو کا سلطان کی ذات سے مطلق تعلق نہین ! سب سے بڑھکر تماشہ کی بات یہ ہے کہ بقیہ واقعات مین کم از کم آٹھ مثالین ایسے اشخاص کی ہین جن مین مقتول مذہبی یا فقہی جماعت کا رکن تھا، اور اکثر مثالون مین اس پر اصلی الزام صریح بغاوت وغداری یا اوقاف مذہبی مین تغلب وتصرف کا تھا، سلطان جو اپنی شقاوت وسفاکی کے لئے اسقدر بدنام ہے اس کا رازبس یہی ہے، اس ظالمانہ تعزیرات کے دور مین محض خونریزی کوئی حیرت انگیز واقعہ نہ تھا، البتہ رعایا کا ہر طبقہ اپنے فرمان روا کی اس جرأت دلیرانہ پر ششدر رہ گیا، کہ وہ کسی سید یا متشرع شیخ پر ہاتھ ڈالنے مین بھی تامل نہین کرتا! گویا سلطان کی اصلی خطا یہ نہ تھی کہ وہ سخت مزاج تھا، بلکہ یہ تھی کہ اسکی معدلت گستری ہر طبقہ وفرقہ کے لئے یکسان ومساوی تھی، اور جب کسی پر جرم ثابت ہوجاتا تھا، تو

...ل، عالی نسبی، بلندی مرتبہ، تشرع و تقدس، ان مین سے کوئی شے بھی واجبی تعز...
...نے کے لئے اسکی شفیع نہین ہوسکتی تھی! وہ طبقہ جو ہمیشہ سے اپنے تئین قانون کا
...و اوضون سمجھتا چلا آتا تھا، اُسکی نظر مین یہ دور حکومت بیشک ہولناک تھا
...ی نہین بلکہ سفاک تھا!

...ان کی پالیسی کی مخالفت صرف اسی طبقہ تک محدود رہتی تو بھی سلطان کی
...سکتی تھی، لیکن دو امور ایسے پیش آگئے، جن مین سلطان کے خیالات رفتار
...الف تھے، ان مین سے پہلی بات یہ ہوئی کہ اس نے سرحد سے متعلق قدیم
...کل بدل دیا، ایک صدی تک مغربی صوبجات پر مغلون کی فوج کشی بر
...انتک کہ پنجاب جو ایک زمانہ مین اپنی زرخیزی کے لئے مشہور تھا، اب
...ور سلاطین دہلی کو سب سے مقدم فکر اسی کی تھی، کہ کسی طرح اس یلغار
...ہا سے، رفتہ رفتہ نوبت یہ پہنچ گئی تھی کہ خود پایہ تخت تک کمر خطرہ مین آگیا
...ت کے لئے محافظ کی حیثیت سے ایک جدید عہدہ قایم کرنا پڑا! ایسی حالت
...ت کو یہ دیکھکر کافی صدمہ ہوا کہ ان محافظون مین سے آخری محافظ کے
...فرت اعدا سے دوستی پیدا کرلی! لیکن اس تغیر صورت کے لئے سلطان نہ
...موجود تھے، اسلئے کہ مغلون مین اب خود اندرونی مناقشہ شروع ہوگئے
...ین سے جو جماعت سب سے زیادہ پر قوت تھی اسکے ساتھ مصالحت
...تھا اسکے علاوہ اس قبیلۂ چغتائیہ اور اسکے فرمان روا ترنستریں نے
...م بھی قبول کرلیا تھا اور اسلئے اب ان سے مصالحت و معاشرت
...ان کی اس معاہدہ مین جو مصلحت شناسی تھی اس کا سب سے بڑا ثبوت

یہی ہے کہ اسکے بعد یہ یورشین موقوف ہوگئین، لیکن سلطان کی اس مصالحت پسندی سے گو جنگی یورش بند ہوگئی، لیکن ایک دوسرے قسم کا یلغار شروع ہوگیا، اور برنی کیسا نغم ہو ہو کر یہ ذکر کرتا ہے کہ اس عہد مین اجنبی جوق جوق ہندوستان مین داخل ہونے لگے، اور یہان ہاتھون ہاتھ ان کا استقبال ہونے لگا! لیکن یہ کیا غضب ہے کہ برنی بگڑ بگڑ کر انکے داخلۂ ہند اور استقبال پر اعتراض کرتا ہے، لیکن باوجود ایک پختہ مسلمان ہونے کے اس واقعہ کو پی جاتا ہے کہ یہ بیچارے محض قبول اسلام کی بنا پر اپنے ملک کے مظالم سے تنگ آکر ترک وطن پر مجبور ہوئے تھے!

برنی کا سارا غصہ سلطان کے دوسرے جرم، یعنی اسراف پر ہے، یہ درحقیقت ایک عجیب بات ہے کہ برنی کی نظر مین سخاوت و فیاضی بھی جرم ہے اسلئے کہ تمام معتبر شہادتون کا اس پر اتفاق ہے کہ سلطان کی فیاضیان اسراف کی حد تک نہ تھین، بلکہ محاصل سلطنت کے بالکل مناسب تھین، البتہ زیادہ جہان بین سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ ان فیاضیون کے مورد اکثر اہل ملک نہین بلکہ غیر ملکی ہوتے تھے، ایسے غیر ملکی جو اسکی ملازمت مین داخل ہوتے تھے یا داخل ہونے والے ہوتے تھے، اور یا وہ جنکو کسی خاص کمال یا وصف کی بنا پر سلطان اپنی ملازمت مین لینا چاہتا تھا، اس سے ظاہر ہے کہ سلطان سے یہ شکایت ذاتی حیثیت سے تھی، اسکی فیاضی بجائے خود معیوب نہ تھی، البتہ یہ جرم ضرور تھا کہ اسکا صرف غیر ملکیون پر ہوتا تھا! سلطان کے اس رجحان طبع کی یہ توجیہ کافی نہین کہ سلطان خود بھی تو غیر ملکی تھا، جبکے اسلاف ہندوستان مین پہلی صدی کے خاتمہ پر داخل ہوئے تھے سلطان کا مقصود اصلی یہ تھا کہ کسی طرح نظام سلطنت درست و بہتر ہو، ملکی عہدیدار علی العموم نااہل و ناتجربہ کار تھے، اس لئے لامحالہ اُسے ایران و مغربی ایشیا سے ارکان حکومت بلا تے تھے

...ش نظمی مُسلّم تھی، علاؤ الدین نے اپنے زمانہ مین جتنے افراد کو کاروبار سلطنت مین
...تھا، ان مین سے بعض اپنی موت طبعی سے مرچکے تھے، بعض کو اس نے اپنے
...د قتل کرایا تھا، اور باقی قطب الدین وخسرو خان کے زمانہ مین ختم ہوگئے تھے
...ص کا یہ قحط تھا، دوسری طرف ضروریات سلطنت روز افزون تھین، ایسی حالت
...لئے بجز اسکے چارہ نہ تھا کہ وہ یا تو ہمسایہ ملک ایران سے اشخاص کو بلائے
...ہ اُن طبقات سے انتخاب کرے، جو ابتک مناصب جلیلہ سے بالکل الگ
...دن صورتین قدیم خاندانی عہدہ دارون کی برہمی کا باعث ہوئین، علے الخصوص
...الملک کی بغاوت بالآخر ملکیون اور غیر ملکیون کی طاقت آزمائی کا میدان
...ن جو خوش انتظامی کا دلدادہ تھا، اس پر اس طرز عمل سے کوئی حرف نہین
... واقعات سے اسکے خلاف برہمی کی علت غائی پوری طرح سمجھ

...باب بالا کی بنا پر رعایا کے دو پُر قوت طبقہ سلطان کے پورے دشمن ہوگئے
...ردہ، دوسرے مُلکی عہدہ دارون کی جماعت، اور سلطان نے جو فرمان روائے
...لیم کرلیا تھا، ممکن ہے کہ اس مین بھی اسکی یہ مصلحت ہو کہ ان مخالفانہ
...س حد تک تو زائل ہوسکے، لیکن اگر ایسا تھا، تو اپنے منصوبہ مین وہ ایک
...ر یہ عجیب شومئ قسمت کہ سلطان کے آخری ایام مین جو اہم بغاوتین
...س عہدیدارون کی بھڑکائی ہوئی تھین اسوقت انکی تفصیل بیان کرنے
...اتنا کہدینا کافی ہے، کہ جسوقت سندھ کے ریگستان مین سلطان
...ت کا خاتمہ ہورہا تھا، اُسی وقت سے مذہبی گروہ مین یہ گہری شازش

ہونے لگی کہ اسے معزول کرکے اسکی جگہ پر اسکے کمزور ومطیع الفقہاد چچازاد بھائی کو تخت نشین کیا جائے، ایک لحاظ سے یہ انتخاب بہت بجا تھا چنانچہ جون جون زمانہ گذرتا گیا اور سلطان محمد تغلق کے تربیت دادہ ارکان دولت جوق جوق اُٹھتے گئے، اسی قدر فیروز شاہ علمبرداران تشرع وتقشف کے زیر اثر آتا گیا اور اس سے بہت قبل کہ تیمور آکر دہلی کی اینٹ سے اینٹ بجادے، خاندان تغلق کی حکومت کے کل پرزے ایک ایک کرکے الگ ہوتے گئے۔

آخر مین مختصراً موضوع غور صرف دو مسیر تمین رہ جاتی ہین، ایک برنی کی، دوسرے سلطان کی، مباحث بالا سے غالباً یہ نتیجہ ناظرین کے ذہن مین پیدا ہوا ہوگا، کہ جس شخص نے اپنے آقا کو اسقدر بیجا بدنام کیا اسکی بدنفسی مین کیا کلام ہوسکتا ہے لیکن یہ احتمال بھی ہوسکتا ہے کہ جس شخص نے یہ الزامات لگائے ہون ممکن ہے کہ اس نے (کم از کم اپنے نزدیک) دیانتہً لگائے ہون، خوب غور کرکے دیکھو، کہ یہ شخص جو ۱۷ برس تک سلطان کا ایک معتمد عہدیدار بلکہ اسکے آخری ایام مین اسکا مشیر کار بھی رہ چکا تھا، اس نے اس مدت کے بعد اپنے تئین کیسا پریشان، بے روزگار وحقیر پایا ہوگا! فیروز شاہ کے جلوس کے وقت جو ہنگامۂ انقلاب برپا ہوا غالباً اسی لپیٹ مین اسکی معاش بھی جاتی رہی، اور اسکے بعد پانچ برس کی مدت یعنی تاریخ عہد تغلق کے آغاز تحریر تک اسکا بجز اسکے اور کیا مشغلہ ہوگا کہ دن بھر بے روزگاری کی حالت مین مضمحل وافسردہ بیٹھا ہوا دور سابق کے واقعات وحالات پر غور کیا کرتا ہوگا؟ اسکے بعد جب وہ تاریخ کے لئے قلم ہاتھ مین لیتا ہے تو اگرچہ اپنے مرحوم آقا کے محاسن ذاتی وکمالات کا تذکرہ کئے بغیر نہین رہ سکتا، بلکہ ایک مقام پر تو سلطان مرحوم کی ایک اصلاح کا ذکر کرتے ہوئے اسکے تاریک صفحات بھی جوش مدح سے روشن ہونے لگتے ہین تاہم ایک پختہ متشرع مسلمان کی تقدیر پرستی کے ساتھ وہ اس خیال

ہے کہ عہد سابق کے مصایب خدا کی نافرمانی کا نتیجہ تھے، اور سلطان نے مرضیٔ الٰہی
روائیاں کین، اور اسی خیال کی مطابقت مین وہ تاریخ لکھنا شروع کر دیتا ہے
وستان کے باہر کے حالات سے قطعاً ناواقف ہے، اور چونکہ سلطان زیادہ مشہور
یا تھا، اسلئے اسکی نیت و پیش نظر مقاصد کی توضیح بھی برنی پر فرض نہ تھی، غرض
ی تاریخ نیم ارادی و نیم اضطراری تعصب سے رنگ جاتی ہے، اور نتیجہ یہ ہے
ی کی حکومت اسکی تاریخ کو عہد سابق کی مُستند سرکاری تاریخ سمجھنے لگتی ہے،
ب اسکی وفات ہوتی ہے تو فیروزشاہ بہ صد حسرت و یاس کہتا ہے کہ "کاش
ریخ بھی کوئی ایسا ہی شخص لکھتا"!

سلطان کی سیرت، یہ ہمین معلوم ہو چکا ہے کہ سلطان کے جوہر ذاتی و
ق معاصرین کی کتنی بلند راے تھی، یہ بھی ہمین معلوم ہے کہ سترہوین صدی
اسکی بابت یہ حیطۂ تحریر مین ہے کہ "وہ فرمانروا جو آج تک عادل کے
د ہے" پھر یہ بھی ہمین معلوم ہو چکا ہے کہ اس پر جو سخت سے سخت الزامات
نہین، اس حالت مین کیا ہمین جو عام راے اسکی بابت شایع ہے اُسے
یے، اور اسکے مزار پر کتبہ لگا دینا چاہیے کہ "نہایت قابل مگر نہایت ناکام"؟
منصفانہ ہوگا، اسلئے کہ اس مین غیر مُساعد اتفاقات کو یکسر نظر انداز کر دیا
قہ دوآب مین اضافہ ٹیکس کے بعد طویل قحط، یا زر فرضی کے چلنے مین
تسخیر خراسان کے وقت دفعتہً اتحادیین، کی اعانت سے محرومی، حکومت
سالون مین پورے پانچ سال کا قحط وغیرہ، ان مخالف اتفاقات
بلہ مین قرون وسطیٰ کا کون سا حکمران کامیاب رہ سکتا تھا؟ پھر آخر

یہ کہان کا انصاف ہے کہ ناسازگاری بخت کا بھی سارا الزام اسی کے نامۂ اعمال مین لکھدیا
جائے، خواہ اس سے اسکے دشمنون کو کیسی ہی خوشی ہو؟ لیکن کیا اس شق کو چھوڑ کر وہ کسی اور
حیثیت سے بھی ناکام رہا ہے؟ ممکن ہے کہ اسکے جواب مین بنگال ودکن کے علاقہ جات کا اسکے
ہاتھ سے نکل جانا پیش کیا جائے، لیکن یہ اسی وقت کیا جا سکتا ہے، جب ہم ان حقایق کو
فراموش کر جائین، کہ

(۱) بنگال پر دہلی کی حکومت شاذ ونادر ہی کبھی رہی تھی، اور اسکو بھی بنگال نے انتہائی
نفرت سے دیکھا تھا،

(۲) تسخیر دکن کا پورا قصد تھا، لیکن یہ قصد دفعتہً فوقتہً ملتوی ہوتا رہا، تا آنکہ موت نے
ہر قصد، بلکہ خود سلطان ہی کو محو کر دیا،

(۳) اسکے معاوضہ مین سلطان نے کاٹھیاوار کو مسخر کر کے بڑے بڑے تجارتی مرکز ذنکو
اپنے لئے محفوظ کر دیا۔

ساتھ ہی ہمکو یہ بھی نظر انداز نہ کرنا چاہئے، کہ کتنی عظیم الشان اور کاواک سلطنت کا بار
اسکے سر تھا، جس مین متدین وقابل عہدیدارون کا قحط تھا، ایسی حالت مین اس نے ایک جدید
طرز حکومت اختیار کیا، یعنی وہی طرز حکومت جسکی بنا پر ہم اکبر کی داد دیتے ہین، اسنے اشاعت
تعلیم کا نظام قایم کیا، شفاخانہ جاری کرائے، محتاج خانون اور اعانت غربا پر توجہ کی، زراعت
کو ترقی دی، پھر اگر ان حالات کے ساتھ ہندوؤن کے ساتھ اُسکی بے تعصبی و رواداری کا
طرز عمل اسکے لئے باعث بدنامی ہوا، تو بجز اسکے کہ "اے روشنیٔ طبع تو بر من بلا شدی" پڑھکر
خاموش ہو رہا جائے اور کچھ نہین کہا جا سکتا،

سلطان کی سیرت وطرز عمل کی بابت قول فیصل اسی کی راے کو سمجھنا چاہیئے جو قدیم

ن نے اسکی بابت قایم کی ہے، اس باب مین ہمین مورخین حال کے تتبع سے احتراز
ہیے، جنکی راے تمامتر متعصب برنی کے سرسری مطالعہ اور فرشتہ کے غیر مستند اگرچہ
ینی ہے، ایسے لوگون کی نظر مین سلطان یقیناً مجنون یا مراقی یا مطلق العنان مستبد فرمانروا
ن اس طرح کسی کا نام نکال لینا اپنے تئین منعقانہ تحقیق، بے لاگ راے، اور نفس
لے طریق کار کی واقفیت سے متعریٰ ثابت کرنا ہے، اسکے مجنون ہونے کا تو اسکے
مین کوئی بھی مدعی نہین، رہا اسکا مراقی ہونا سو اسکی تردید مین اسکے متعدد عملی اور پر قوت
وجود ہین، مستبد بیشک وہ تھا لیکن استبداد کے سوا قرون وسطی مین کوئی اور
ست کسی کے تخیل مین بھی تھا؟ اسکے استبداد کو بہ طور کسی خاص جرم یا اخلاقی مرض
کرتا اس حقیقت سے اپنی جہالت کا ثبوت دیتا ہے کہ اس زمانہ مین جبکہ تعلیم
م ہوتی ہے اور جمود و تاریک خیالی کا دور دورہ ہوجاتا ہے، ایک ایسا مستبد
جدید تجاویز وخیالات کو قبول کرسکتا اور اصلاحات پر آمادہ ہوسکتا ہے وہ اپنی
الی مین بہت کچھ اضافہ کرسکتا ہے، البتہ ایسے حکمران کو اپنے زمانہ مین سخت دقتون
ا ہے، قدیم خود غرضیون کی بیخ کنی اور لوگون کی قدامت پسندی خواہ مخواہ اسکے
ن پیدا کردیتی ہے، ملازمین وعہدیدار جنکے سر ان ناگوار جدید اصلاحات کا نفاذ ہوتا ہے
پنے آقا کے سر ڈالدیتے ہین، اور اس راہ مین اگر کوئی اتفاقی ناکامی پیش
یا نا اہل وخاین عہدیدارون کے باعث اسکیم مین خامی رہ جاتی ہے تو اسکا سہرا
فرمانروا کی گردن پر عاید کردیا جاتا ہے پھر اگر اتفاق سے کسی معمولی جنگ کے
سکی موت آجاتی ہے (چنانچہ محمد تغلق نے بھی شہر ٹھٹھہ کی فصیل کے نیچے وفات
اس عام فتوی پر منشاے ایزدی کی بھی مہر لگ جاتی ہے، اسکے بعد جب اسکے

عہد کی تاریخ لکھنے کے لئے وہ لوگ قلم اٹھاتے ہین جنکے جذبات یا اغراض کو اسکی اصلاحات سے کافی صدمہ پہنچ چکا ہی، تو لامحالہ اسکی نیت پر حملہ کئے جاتے ہین، اسکے محاسن وکمالات پر پردہ ڈالا جاتا ہے اسکے کارنامہ مدہم کرکے دکھاے جاتے ہین، آخرمین جلکر ممکن ہے کہ حق وراستی معاصرانہ باطل پرستیون پر غالب آجاے، لیکن جو افتراآت زبان زد عوام ہوجاتے ہین اور جو اکا ذیب صدیون کی عمر پاچکے ہین انکی پردہ دری بھی آسان نہین۔

یہی صورت اُس عالم، مہذب، و پُر قوت فرمانروا کے لئے بھی پیش ائی ہی جو بیکسون اور ناتوانون کا خاص طور پر حامی ومددگار تھا، لیکن جسے تاریخ کے صفحات نے بہ کمال بیدردی "سفاک" کا لقب بخشا ہے جو شے اسے سب سے زیادہ عزیز ومحبوب تھی جو کتبہ اپنی قبر کے لئے وہ سب سے زیادہ پسند کرتا وہی بات اسکی موت سے کچھ پیشتر ہی ایک دور دراز ملک کے ایک باخبر ومنصف مزاج معتقد کی زبان قلم سے نکل گئی، قرطبہ (اسپین)، سے پیکن (چین) اور کریمیا سے ممباسا تک شاید ہی کوئی ملک ایسا ہو جسکی سیاحت ابن بطوطہ نے نہ کی ہو، اور محمد بن تغلق کی متعدد کارروائیون سے اسے اچھا خاصا اختلاف تھا، بہرحیں تاجدار کی رفاقت چھوڑکر وہ مفرور ہوگیا تھا، اُس سے اب اُسے کسی حُسن سلوک کی بھی توقع نہین ہوسکتی تھی، برتہیم اپنے وسیع تجربات کی بنا پر اسے بھی یہ زندار الفاظ لکھنا پڑے، جسے افسوس ہے کہ ہم آسانی سے بُھلا دیتے ہین:-

"تمام اشخاص سے زیادہ یہ بادشاہ منکسر ومتواضع ہے، اور تمام اشخاص سے زیادہ یہ عدل کو ملحوظ رکھتا ہے"

(اس مضمون کے راقم پروفیسر گارڈنر براؤن ایم۔اے اس مضمون کا مسودہ ختم کرتے ہی بغیر اس پر نظر ثانی کئے وفات پاگئے)

(یوپی، ہسٹاریکل جرنل)

تلخیص وتبصرہ

مذہب واصلاح نظام تمدن

ڈمنڈ ہومس اسوقت انگلستان کے اُن چند مشاہیر فضلا مین ہین جنکی دقت نظر ووسیع
لغین سب کو مُسلّم ہے، اور جو ملکی، مذہبی وقومی تعصبات سے اپنے تئین حتی الامکان تک
ن، فن تعلیم وتربیت، نیز مذاہب مشرقیہ پر انکی متعدد تصانیف موجود ہین، اور انکی
ں کے اجتہاد فکری کی گواہ ہے، یورپ کے سنجیدہ طبقہ مین آجکل سب سے زیادہ
جنگ کے بعد نظام تمدن ومعاشرت کی تجدید کن اصول پر ہو؟ اس موضوع پر
ہبی رسالہ ناینٹینتھ سنچری مین قلم اٹھایا ہے اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ نظام تمدن کی
اصلاح وتجدید نا ممکن ہے تا وقتیکہ پہلے مذہب مروجہ کے پیدا کردہ تخیلات
کائنات پر محیط ہو گئے ہین اصلاح وتصحیح نہ ہولے۔

موصوف فرماتے ہین کہ جس تمدن مادی پر ہمین ناز تھا، جنگ عظیم نے اسکی بنیادین
کردی ہین، وہ نظام تمدن جو فوج کے سپاہیون اور پولیس کے پیادون کے بل
شکست ہو رہا ہے چنانچہ متعدد ممالک مین تو امن کی جگہ بدامنی، حکومت کی جگہ
خوشحالی کی جگہ قحط وافلاس نے صریحاً لے لی ہے، اور جن ممالک مین اب تک
ئی ہے وہان بھی مختلف طبقات کی ہنگامہ آرائیان اور شورشین کسی آئندہ
خبر دے رہی ہین، ہر طرف خود غرضی، حرص وطمع، مسابقت، حسد ومنافرت کا
س عظیم الشان تلاطم وطوفان مین انسانیت کی کشتی تہ وبالا ہو رہی ہے اور قریب

کہ ان سخت تھپیڑون سے بالکل چور چور ہو جائے،

ان مصایب سے محفوظ رہنے اور اپنے لئے زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کرنے کے لئے سیاسی جماعت کا ہر فرقہ، ہر گروہ، ہر طبقہ اپنی اپنی عقل وبیش بینی کے موافق ایک جدید تجویز اصلاح پیش کرتا ہے، لیکن یہ عجیب بات ہے کہ باوجود ان تجاویز اصلاح مین بیحد اختلاف ہونے کے تعلیم ومذہب کو ہاتھ نہ لگانے پر سب کا اتفاق ہے! حالانکہ نظام تمدن کی اصلاح بغیر صحیح اصول تعلیم کے گویا عمارت بغیر بنیاد، اور بغیر صحیح اصول مذہب کے، عمارت بغیر نقشہ تیار کرنا ہے؛

جس طرح بغیر نقشہ قائم کئے عمارت کی بنیادین تک نہین رکھی جاسکتین، اسی طرح ہر تمدنی اصلاح سے پیشتر مذہب کا صحیح تخیل بھی لازمی ہے، مکان کا نقشہ بناتے وقت مکین اپنی تمام آئندہ ضروریات راحت، صحت، صفائی، استحکام، خوشنمائی، کفایت، وغیرہ کا لحاظ رکھتا ہے اور اسی کے مطابق نقشہ تیار کرتا ہے، اسی طرح مذہبی خاکہ تیار کرتے وقت بھی ہمین آئندہ کی تمام تمدنی ضروریات کو پیش نظر رکھنا چاہئے، اسلئے کہ مذہب ہر شعبۂ زندگی پر حاوی ومحیط ہے، یہان تک کہ نظام تعلیم وتربیت کی اصلاح بھی اسکے دائرہ سے الگ ہو کر ممکن نہین،

مذہب کی تعریف مین گو اہل مذاہب کتنے ہی مختلف الآرا ہون، بہر حال اس سے کسی کو انکار نہین ہو سکتا کہ مذہب سب سے بڑی حقیقت کی جسے مذہبی اصطلاح مین خدا یا معبود کہتے ہین ایک تعبیر ہے، پس عام اس سے کہ ہم مذہب کے قایل ہون یا منکر، اپنی کسی اسکیم مین اس سب سے بڑی حقیقت سے قطع نظر نہین کر سکتے، بلکہ جہان تک ہماری یہ تعبیر درست ہو گی اسی نسبت سے آئندہ سہولتین ہوتی رہین گی، اور اگر ہمارا نظام تمدن ناکام ثابت ہو چکا ہے تو اسکے معنی یہ ہین کہ اس عمارت کا جو نقشہ تھا، وہ ناقص تھا، یعنی حقیقت عظمیٰ کی تعبیر یا خدا کا جو تخیل ہمارے ذہن مین قائم تھا وہی سرے سے غلط یا ناقص تھا۔

وگ وجود باری کے قائل نہین، اُنکے ذہن مین خدا کا تخیل دو ہی طرح پر آسکتا ہے ایک
اری ذات سے الگ اور ہم سے خارج مین ہے، دوسرے یہ کہ ہمین مین شامل او
ر ہے، لیکن عملاً ہم ابتک کس خدا کو مانتے رہے ہین؟ خدائے خارجی کو، وہ خدا
وق الفطرت خالق، اور فرمان روائے غیر مسئول ہے، ابتک عموماً ہمارا عقیدہ
م ایک ضعیف البنیان و گنہگار مخلوق ہین، البتہ ہمارے خالق مطلق الاختیار نے کبھی
س برگزیدہ بندون کو اپنے اور ہمارے درمیان خدمت پیامبری کے لیے چن
ن منصب رسالت و نبوت پر سرفراز کیا ہے ان پر صحیفے نازل کئے ہین، اور
ے ہم تک اپنے ارشادات پہنچائے ہین، اسی بنا پر ہر مذہب نے اپنا ایک
رار دے لیا ہے اور ہر مذہب والا اپنی جگہ پر یہ یقین رکھتا ہے کہ نجات صرف اسی
ہے، اور باقی اہل مذاہب گمراہ و جہنمی ہین۔

یا نتک بڑہی کہ خارجیت و ظاہریت کا اثر ہماری مذہبی زندگی کے ایک ایک جزء
رف مذہبی بلکہ معاشرتی و اخلاقی زندگی بھی انہین عقاید کے سانچہ مین ڈہل گئی
ن یہ تمنا رہنے لگی، کہ خدا کی خوشنودئ مزاج اسی کے حصہ مین آئے، ہمارا خد
ر بہ طور ایک مطلق الاختیار و فرمان روائے غیر مسئول کے متمکن ہے اور ہر مذ
ت اور ہر حسنات دنیا کے لئے اسکی پیشگاہ مین عاجزانہ و خوشامدانہ التجا کر رہا ہے
ن استجابت اسکے ایک اشارۂ چشم پر موقوف ہے، برکات دینی و دنیوی کے جتنے
ت اُخروی و فلاح دنیوی، عزت، دولت، حکومت وغیرہ کے عطا کرنے و
ین وہ ان سب کا خدا ہے، وہ جسے چاہتا ہے دم بھر مین عزت دیتا ہے اور
ں بھر مین ذلت دیتا ہے، امارت و افلاس، حکومت و محکومی، صحت و بیماری

عزت و ذلت کی تقسیم اسکے ہاتھ مین ہے وہ جسے جو چاہے عطا کرے، اور اسکی تقسیم پر ہر بندہ کو سر تسلیم خم کر دینا چاہئے گویا مخلوقات بدنصیبون اور خوش نصیبون کے دو گروہون مین منقسم ہے۔

خدا اور خدائی کے متعلق یہ تخیل تھا، جو معاشری زندگی کے رگ و ریشہ مین سرایت کئے ہوئے ہے، اور یہی نظام اب درہم برہم ہو رہا ہے، بدنصیبون نے اپنی حالت پر قناعت رکھنا چھوڑ دیا ہے، اور خوش نصیبون کے مملوکات پر بہ زور قبضہ حاصل کرنے کا تہیہ کر لیا ہے اور اسی نے ہیئت اجتماعی مین تلاطم کی کیفیت پیدا کر رکھی ہے۔

اصل یہ ہے کہ ایک خارجی خدا کی پرستش کرنا ایک امر محال کی سعی کرنا ہے "رشتۂ عبودیت" اور "خارجیت مطلق" باہم متناقض ہین، اور ان دونون کا اجتماع محال عادی و محال عقلی ہے "خارجی خدا" کا وجود اگر ماننا ہی ہے تو اسکا بہترین مظہر داخلی خدا کو تسلیم کرنا چاہئے، اور اس سے زاید ہستی باری کی کُنہ و ماہیت کی جستجو مین نہ پڑنا چاہئے، پرستش و عبادت کے قابل یہی داخلی خدا ہے جو خارجی خدا کی طرح عرش اعلیٰ پر متمکن نہین، بلکہ کائنات کے ذرہ ذرہ مین ہمارے نفس کے اندر اور ہماری روح کی گہرائیون مین جاری و ساری ہے، نہین، بلکہ یہی داخلی خدا ہماری اصل حیات اور حقیقی روح ہے، جو نیک و بد، زاہد و فاسق، ہر شخص مین موجود ہے اور حیات انسانی تمامتر اسی کا ایک پرتو، اسی کی ایک جلوہ آرائی ہے۔

یہین سے مساوات انسانی کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے، جب تمام افراد اپنی اصل، یعنی جلوہ گاہ ہستی باری ہونے کے لحاظ سے یکسان و مساوی ہے، تو ظاہری و فرعی فروق و اختلافات ان مین کوئی عدم مساوات نہین پیدا کر سکتے، اس عقیدہ کے لحاظ سے تمام افراد روحانی حیثیت سے باہم گر برادرانہ تعلق رکھتے ہین، جس مین کسی طرح کے جبر و تشدد کو مطلق دخل نہین ہو سکتا، پھر چونکہ ہر فرد کے مقصد حیات کی تکمیل اسی وقت ہو سکتی ہے

مت پورے نشو ونما و بالیدگی کے مواقع حاصل رہین، اوران مواقع کا حصول
معاشرت وحالات سیاسی پر ایک بڑی حدتک مشروط ومنحصر ہے اسلئے
ی حاصل ہے کہ وہ امور سیاسی ومعاشری کی تنظیم وتشکیل مین اپنی بھی ایک
یت پر فرض ہے کہ اس آواز پر کان رکھے، جمہوریت کی صحیح ومستحکم بنیاد
لتا ہے، اسکے سوا کسی اور بنیاد پر نظام جمہوریت قایم کرنا گویا ریگ کے ذرات
ہے،

ں حیات مین انکی روحانی ترقی بھی شامل ہے، روحانی ترقی کا سب سے
سان اپنی خودی کو مٹائے، ایثار سے کام لے، اور دوسرون کی خدمت
، روحانی کی سب سے مقدم تدبیر یہ ہے کہ من وتو کی تفریق مٹ جائے اور
انہ خدمت اسی طرح اپنے اوپر فرض سمجھی جائے، جس طرح خود اپنی ضروریات
ا ہوتا ہے، جولوگ خارجی خدا کے بجائے داخلی خدا کی عبادت کرتے
ہ من وتو کی تفریق محض سطحی وظاہری ہے کہ اصل حقیقت کے لحاظ سے
جوہر لطیف کے مختلف شئون ومظاہر ہین، اور جب قلب کو یہ اذعان حاصل
ودی، خود پسندی وخود بینی کے جذبات مٹ جاتے ہین، اور انسان
ب کو "اپنے" ہی مین شامل کرنے لگتا ہے۔

ی کا جو یہ طریقہ بتایا گیا، بہترین نظام معاشرت کا راز بھی یہی ہے ہر فرد
ت واعانت اپنا فرض سمجھنے لگے مغایرت وبیگانگی کا خیال اگر مٹ جائے
ومنافسہ کا بھی ابھی خاتمہ ہوجائے، حکومت وتمدن کا مقصد یہ ہے
حت کے ساتھ معیشت رکھ سکیں، اور اسکے لئے ضروری ہے کہ

افراد بغیر کسی خارجی مزاحمت کے آزادانہ اپنا تکملۂ حیات کرسکین، اور یہ تکملہ سب سے زیادہ ضبط نفس
خدمت خلایق، اور خود فراموشی ہی سے ہوسکتا ہے،

دنیا مین اسوقت ایسی صورتین رائج ہین، جنکے ذریعہ سے افراد کی خود غرضیون کو دبایا جاتا
ہے، مثلاً حب وطن، حب قوم وغیرہ، لیکن درحقیقت ان مین سے کسی طریقہ سے افراد کی خودی
ونفسانیت نہین دور ہوتی، زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا ہے کہ افراد بجائے اپنے ذاتی فواید کے
قومی اغراض وملکی فواید کو پیش نظر رکھنے لگتے ہین، بالکل اسی طرح جیسے قزاقون کے گروہ مین
ہر فرد باوجود انتہائی شقاوت وبد اخلاقی کے اپنے گروہ کے فواید کو اپنے ذاتی خواہشات
پر مقدم رکھتا ہے، اس غرض کا صرف اصلی علاج وہی ہے جو اوپر مذکور ہوچکا یعنی افراد کے ذہن
مین یہ یقین مسلط ہوجائے کہ ع بنی آدم اعضاے یکدگیر اند،

اور اس حقیقی رشتۂ اتحاد کے سامنے ملک وقوم، مذہب وملت سبکے امتیازات تمامتر
سطحی ہین، وطنیت، قومیت یہ سب چیزین اپنی اپنی جگہ پر مفید ہین، بشرطیکہ انہین انسانیت
پر غالب نہ آنے دیا جائے، اور سب پر بالاتر اخوت انسانی کو رکھا جائے، مثلاً جو محبان وطن
آج وطن پرستی کے جوش مین بیخود ہوکر دوسرے ممالک سے جنگ شروع کردیتے ہین اور
اس طرح بغیر ارادہ خود اپنے وطن کو بھی نقصان پہنچاتے ہین، اگر اخوت انسانی کا خیال ان پر
مستولی ہو تو ایسے خطرات سے ہمیشہ کے لئے امن ہوجائے،

غرض یہ کہ اگر آیندہ کشمکش سے بچنا، اور امن کی برکات سے مستفید ہونا ہے تو افراد کو
اپنے نشو ونما مین پوری حریت حاصل رہنا چاہئے، اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب ذہن مین
بجائے ایک عرش نشین خارجی خدا کے، اس داخلی خدا کا اعتقاد ہو جو کائنات کے ذرہ ذرہ
مین پڑا جگمگا رہا ہے،

غرضانہ طرز معاشرت کو ترک کر کے ایثار، خلوص، و بیغرضی کو دلیل حیات بنانا
ض ہے اور ہم مین سے تقریباً ہر شخص کا فی مشق و کوشش کے بعد اپنے مین یہ خصایل
ہم جو لوگ اپنی عمر کی پختگی کو پہنچ چکے ہین انکے مقابلہ مین بچون کو یقیناً ان خصایل کے
بہت زاید سہولت ہو گی، اسلئے ہمارا سب سے بڑا فرض یہ ہے کہ آیندہ نسل کی
ص طور پر انتظام انہین اصلاحی اصول کے مطابق اپنے ہاتھ مین لین،

ت مدارس اور تعلیم گاہون کی کیا حالت ہے؟ وہی عرش نشین خدا کا تخیل یہان
نتایج کے نہ رہا، اسی خدا کے نمونہ پر تعلیم گاہون کے اندر ہر استاد چھوٹے پیمانہ
ر و غیر مسئول خدا ہوتا ہے اور آگے چلکر دنیا مین اس خارجی خدا کے جن مظالم
ان سب کا ایک ایک کر کے بچپن ہی کے زمانہ مین تجربہ کرا دیا جاتا ہے، بچونکو
محروم کر کے زبردستی انہین پڑھنے بٹھایا جاتا ہے، جبر و تشدد کے تمام طریقے
ین، کبھی خفگی پڑتی ہے، کبھی سزا ملتی ہے، اور کبھی دم دلاسا کے ساتھ
ہے، پھر ترغیب و تشویق کے طریقے کیا استعمال کئے جاتے ہین؟ امتحانات
تعلیم دی جاتی ہے کہ دوسرے بچے اُسکے حریف و دشمن ہین، اور اُسے ہر
نا چاہیئے، جو بچہ ناکام رہتا ہے، اُسکے ساتھی اُسے ذلیل سمجھتے ہین اور
ین وہ فخریہ اکڑتے پھرتے ہین، اور اس طرح ہر مدرسہ بجائے خود رشک و
و پسندی و فخاری کی ایک درس گاہ ہوتا ہے، اس سے بھی بڑھکر یہ کہ ہر بچہ
ت کی جاتی ہے، اسکی حریت قدم قدم پر محدود کی جاتی ہے اسے معنوی
مین جکڑ دیا جاتا ہے، اور نفس کشی و ایثار کا اسے بھولے سے بھی کوئی
ادی کے بجائے اُسے دوسرون پر بھروسہ اور تکیہ کرنا سکھایا جاتا ہے،

خارجیت اُسکے رگ و ریشہ مین سرایت کی جاتی ہے، اُسکا مذاق فاسد کیا جاتا ہے اور ہر ممکن طریقہ سے یہ نقش اُسکے ذہن پر بٹھایا جاتا ہے کہ بجائے اپنے نفس و ضمیر کے فتوے کے اُسے دوسرون کی ہدایت پر عمل کرنا چاہیئے!!

اس طرز تعلیم کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر بچہ خود غرض، خود پسند، خود بین ہو کر رہ جاتا ہے، اور گو شروع سے آخیر تک اُسے بیشمار اُستادون سے سابقہ پڑتا ہے، غیر محدود مضامین کو دماغ مین محفوظ رکھنا پڑتا ہے اور ایک لاتعداد انبار کتابون کا اُلٹنا پڑتا ہے، لیکن یہ سبق اُسکو بچپن سے جوانی تک ایک موقع پر بھی نہین ملتا. کہ

"معرفت نفس انہین کو حاصل ہوتی ہے، جو اپنی خودی کو گم کر چکتے ہین"

اُسکا مطمح نظر مادی لذت و راحت رہ جاتی ہے اور روحانی سکون و سرور کیطرف اسکا خیال بھی نہین جاتا،

آخر مین ایک بار پھر کہنا پڑتا ہے کہ ان سارے مفاسد کا ذمہ دار وہی عرش نشین خارجی خدا کا تخیل ہے جو ہر شے مین غیر مسئولیت اور مطلق الاختیاری ڈھونڈتا ہے یہ خلاف اسکے داخلی خدا کا عقیدہ رکھنے والا جانتا ہے کہ اُس ہستی مطلق کے بیشمار شئون و مظاہر ہین اسکا کوئی ایک مخصوص مذہب نہین، صداقت و خلوص کہین بھی ہو اُس ہستی مطلق کو محبوب ہے، اُسکے نزدیک کوئی جماعت ہیزم جہنم نہین، بلکہ سب اپنی اپنی استعداد و بصیرت کے مطابق منزل مقصود کے جانب حرکت کر رہے ہین، ایسے لوگونکو نیک نفسی، روا داری، فراخ دلی، اخوت، مساوات، خلوص و ایثار کے لئے کسی خارجی تعلیم کی ضرورت نہین،

معارف، کیا یورپ مین بھی ظاہری العقیدہ اور قائلین وحدۃ الوجود فرقون کا وجود ہے؟ بہر حال اس جنگ عظیم مین ملحد یورپ کو کسی نوع کے خدا کا تو یقین آیا جا ہے وہ عامیانہ تخیل کا ہو، یا صوفیانہ،

اخبارِ علمیّہ

رلس لایل، جو متعدد شعراءِ عرب کے دواوین اور انکے انگریزی تراجم شائع کرچکے
انکے زیرِ اہتمام کیمبرج یونیورسٹی پریس سے کُلیات عمر بن قمیئہ شائع ہوا ہے، یہ شاعر
کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا، جو قبیلہ بکر بن وایل کی ایک شاخ تھا اور امرا القیس
ق سفر تھا، کلیات کا بیشتر حصہ عمر کے دیوان پر مُشتمل ہے، جسکا قلمی نسخہ کچھ روز
ل مسجد سلطان فاتح کے کتب خانہ مین دستیاب ہوا تھا، اور اسکے علاوہ بعض
ن ذرائع سے حاصل ہوئی ہین، مسٹر چارلس لائل کلیات کا اصل متن اور انگریزی
ئع کر رہے ہین۔

نہ مین ہندوستان مین جتنے اشخاص نے اپنی ایجادین پیٹنٹ کرائین اُنکی مجموعی
اوران مین ۵، ہندوستانی تھے، جن مین ایک نام مہاراجہ سندھیا والی گوالیار
ن ایجادات کے بعض عنوانات کے ماتحت اُنکی تعداد حسب ذیل تھی :۔

سنے سے متعلق،	۲۶
سنے اور سرد کرنے سے متعلق،	۹
ربائی سے متعلق،	۵۹
ے متعلق،	۱۷
راحی سے متعلق	۲۷
اسوے سے متعلق	۱۰۸

(۷) موٹرون سے متعلق،	۲۹
(۸) شکر سازی سے متعلق،	۱۰
(۹) عام اوزار سے متعلق،	۱۷
(۱۰) قفل سازی سے متعلق	۲۸
(۱۱) گیس اور تیل سے متعلق	۷۰

مہاراجہ گوالیار کی ایجاد ایک خاص قسم کی جھولے کی کرسی ہے،

پیرس کے ڈاکٹر دورونوف، اور امریکہ کے ڈاکٹر کیلر نے حال مین یہ دعویٰ پیش کیا ہے کہ انسان کے مردہ ہونے کے ساتھ ہی دفعۃً تمام جسم پر اجل طاری نہین ہو جاتی، بلکہ حرکت قلب کے رک جانے کے بعد بھی پورے اٹھارہ گھنٹہ تک ہڈیون کی زندگی برقرار رہتی ہے اور مختلف غدودون مین تین سے لیکر چھ گھنٹہ تک انکی فعلیت قائم رہتی ہے، پھر چونکہ مختلف غدود قیام حیات مین خاص طور پر معین ہوتے ہین، اسلئے جوان عمر و تندرست اشخاص کی تازہ نعشون سے غدود بذریعہ عمل جراحی نکال کر زندہ اشخاص کے کام مین بہ آسانی لائے جا سکتے ہین، فرنچ پروفیسر دورونوف کے یہ دعاوی محض نظریہ کی حیثیت رکھتے تھے، لیکن امریکہ کے ڈاکٹر کیلر نے ایک قدم اور بڑھا کر ان پر عمل و تجربہ شروع کر دیا ہے، اور اب تک خاصی کامیابی ہو رہی ہے، پروفیسر موصوف کی تجویز ہے، کہ اس مقصد کے لئے مخصوص اسپتال کھولنے چاہئے، تاکہ تندرست اشخاص کی تازہ نعشین وہان جلد سے جلد لاکر انکے کارآمد اعضا خصوصاً غدود بذریعہ عمل جرّاحی نکال کر زندون کے کام مین لائے جائین،

کے نامور جنرل ہورلیس کارپنٹر، جنھون نے ابھی وفات پائی ہے، انکی جائداد کی
۲۰۰ پونڈ (اکڑ ور ۲۰ لاکھ روپیہ) نکلی، یہ ساری رقم انکے وصیت نامہ کے مطابق
رسٹیون مین تقسیم ہورہی ہے، نیویارک کے ایک اور متوفی رئیس مسٹر لینی،
ہ لاکھ روپیہ) کانزکہ بوسٹن یونیورسٹی کے لئے چھوڑ گئے ہین،

کے کسی پچھلے نمبر مین اطلاع دی جاچکی ہے کہ اثریات ہند پر مسٹر بری کزنس کار
ر انہین بنسے موریل کا تمغہ انعام دیاگیا، یہ رسم رایل ایشیاٹک سوسائٹی لنڈن
م پائی اور اسکی صدارت ڈاکٹر ونسنٹ اسمتھ نے کی جنکی تاریخ ہند پر متعدد ضخیم
اور جو انگلستان مین تاریخ ہند کے سب سے بڑے عالم سمجھے جاتے ہین، ڈاکٹر موصو
ان کیا کہ مسایل متعلقہ ہند قدیم کی بابت اسوقت ایک بڑی جماعت تحقیق و
ہے جس مین ایک کافی تعداد خود اہل ہند کی ہے، تمثیلاً ڈاکٹر موصوف نے
نام خصوصیت کے ساتھ پیش کئے، ایک پروفیسر جادو ناتھ سرکار جنکی نامتام
زیب" ایک عظیم الشان تاریخی کارنامہ، اور نادر وقلمی کتب تاریخ وغیرہ سے
پروفیسر کرشنا سوامی آینگار (مدراس) جو وجیانگر کی قدیم تاریخ حیرت انگیز
ساتھ مرتب کرنے مین مصروف ہین،
اپنے شوہر متوفی کی یادگار مین آکسفورڈ یونیورسٹی مین معاشیات کی تحصیل وتکمیل
ظیفہ ڈلی اسکالرشپ کے نام سے قایم کرایا ہے اور اس غرض کے لئے
(تین لاکھ روپیہ کا عطیہ) دیا ہے۔

مسٹر کارگل نے گلاسگو یونیورسٹی سے خواہش کی ہے کہ طبیعات عملی کی تعلیم کے لئے ایک جداگانہ لکچرشپ قایم کی جائے اور اس مقصد کے لئے ۲۰ ہزار پونڈ (تین لاکھ روپیہ) کی رقم یونیورسٹی مذکور کے خزانہ مین جمع کردی ہے،

قاہرہ کے پرچہ کوکب کو مسٹر احمد شاکر الکرمی اطلاع دیتے ہین، کہ مشہور نایاب کتاب ابو العلا معری کی فصول والغایات کا جزو اول سید محب الدین خطیب کو ہاتھ آگیا ہے یہ کتاب قرآن کا جواب سمجھی جاتی تھی اور اس بنا پر اسکے محفوظ رہ جانے کی توقع نہ تھی، چنانچہ یاقوت نے اپنی کتاب مین ذکر کیا ہے، کہ ایک مقدس مہتمم کتب خانہ کو کہین سے اسکا ایک نسخہ ہاتھ لگ گیا تھا جسے اس نے تلف کر ڈالا، اس سے پیشتر اسکے بعض متفرق اجزا پروفیسر مارگولیس نے ابو العلا کی تصانیف کے تبصرہ مین نقل کئے تھے: اس جدید انکشاف کا علمی دنیا مین نہایت شوق سے خیر مقدم کیا جائے گا،

(پروفیسر مارگولیس اور رایل ایشیاٹک سوسائٹی جرنل)

مشہور مکتشف ومجتہد سائنس سر جے، سی، بوس جنکی روانگی یورپ کا تذکرہ نومبر کے معارف مین آچکا ہے کئی ہفتہ ہوئے انگلستان پہنچ گئے اور وہان کی متعدد سائنٹفک مجالس اور انجمنون کے سامنے اپنے جدید افکار واعمال کے نتائج پیش کر رہے ہین، جن پر ٹایمز اور دوسرے مقتدر اخبارات حیرت کا اظہار کر رہے ہین، ایک مجلس مین جو زیر صدارت مسٹر بالفور (چانسلر کیمبرج یونیورسٹی) منعقد ہوئی تھی، بوس نے بیان کیا کہ انھون نے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا ہے جس سے نباتات کی شرح نمو دریافت ہوجاتی ہے جو بمقابلہ سست سے سست رینگنے والے جانور کی شرح رفتار کے $\frac{1}{2000}$ ہے!

ادبیات

رباعیات حالی

غیر مطبوعہ

بروایت مولانا حمید الدین صاحب از مولانا حالی

لت کی ہوس اصل گدائی ہے یہ — سامان کی حرص، بینوائی ہے یہ
ت کم ہو تو ہے یہ شاہنشاہی — اور کچھ نہ ہو حاجت، تو خدائی ہے یہ

ت سے وصول چار پیسے ہوں اگر — کر اشرفیوں کی نیولی پہ نہ نظر
ی مین بھرا ہوا سانپ ہی سانپ — ہان سوچ سمجھ کے ڈالنا ہاتھ امیر

فریاد اکبر

م ہستی مین مین بیہوش تھا — ہوش جب آیا تو دل مین غفلتوں کا جوش تھا
اور فنا کے تجربے مبہم ہوئے — بعد ازان جب تک جیا مغموم تھا خاموش تھا

ن ہے حوادث کا سلسلہ — اُلجھا جو ذہن اس مین وہ دیوانہ ہو گیا
ن زمانے مین گم ہوئے — افسانہ گو جو تھا وہ خود افسانہ ہو گیا

نے ہم کیا ہماری ہستی کیا — برائے نام مگر اک نشان پا ہی لیا
قطرہ بنگئی دم بھر — حباب نے بھی خودی کا مزا اٹھا ہی لیا

ہ یہ ہوتی آئی ہے یونہین — اسکا کیا شکوہ جو ہم پر اُسکو غالب کر دیا
ں سبسے چھن گیا صبر و قرار — طالب حق کو فلک نے اُسکا طالب کر دیا

جُگنو

از مولوی اقبال احمد سہیل ایم اے ایل ایل بی

اے شرارِ مضطرب اے برق بیتاب زمین — شمع کنج گلستان، روشن دلِ صحرا نشین
سچ بتا اے شعلۂ احساس کیون ہے بیقرار — کسکی شمع حسن پر مرتا ہے تو پروانہ دار
منتظر کس کا ہے تو اے دیدۂ بیخواب کہہ — جستجو کسکی ہے تجکو کرمکِ شب تاب کہہ
کہہ تو اے الماس پران کیلئے مضطر ہے تو — ہے حقیقت تیری کیا کس کان کا جوہر ہے تو
سچ بتا جگنو یہ ہین تیری ہی آتش باریان — یا تصادم سے ہوا کے اڑتی ہین چنگاریان
کہہ رہے ہین اہل گردون تیرا جلوہ دیکھکر — گر پڑے کیا خوشۂ پروین کے دانے خاک پر
جگمگا اُٹھا ہی گلستان یہ تیرے نور سے — آتش مے شعلہ زن ہے یا رگ انگور سے
ابلق ایام کا بیشک تو نور العین ہے — نور و ظلمت، روز و شب کا مجمع البحرین ہے
شعلہ بنکر آہ نکلی ہے درونِ خاک سے — یا شرر افشان ہے انجم دیدۂ نمناک سے
ہے حصار چرخ پر یہ شعلہ باری کیلئے — جنگ یہ فوج کواکب سے ہے جاری کیلئے

باب التقریظ والانتقاد

رسالہ علم نباتات

از مولوی عبدالعلی صاحب ندوی بی ایس، سی

علم نباتات جسکی اشاعت کے لئے ہم انجمن ترقی اُردو کے ممنون ہین، اسوقت ہمارے سا
سی انجمن نے ایک اور کتاب مبادی سائنس شایع کی تھی جسکا ایک حصہ علم النبات
ں تھا، جس تیز رفتاری کے ساتھ تمام علوم عموماً اور فنون حکمیہ خصوصاً میدان ارتقا مین
سکا اقتضا یہ تھا کہ ابتک اس فن پر بیسیون کتابین لکھی جاچکی ہوتین، لیکن ہم تمدن کے
پورے کرچکے ہین کہ اُسکی شکایت کرین،

لم نباتات نہایت سلیس اور سُلجھی ہوئی زبان مین لکھا گیا ہے اور اسمین حتی الامکان اصطلاحات
ال کیا گیا ہے، اور یہی ایک ابتدائی کتاب کے لئے شایان بھی تھا، یہ رسالہ درحقیقت
چند مسائل کی ایک جھلک دکھا دیتا ہے، اور اس فن کے مہمات مسائل بھی اس مین
ن ذکر کئے گئے،

ت پر ایک مستقل تصنیف اسیوقت مکمل ہوسکتی ہے جب اسمین تمام اعضاے نباتیہ کی
سم کے سیلون کی خوردبینی تشریح، انکے کیمیائی تاثرات و کیمیائی رکاوٹ، افعال اعضا،
و تناسل اور توضیحی تجارب، نباتات پر ماحول کے اثرات مستقل وغیر مستقل اور نباتات
ع واصناف کے باہمی ارتقائی تعلقات کا ذکر کیا جائے، اور ہر نوع کے ایک پودے کو
ت حیات تفصیل سے بیان کیجائے، اسی کے ساتھ ہی خانہ (cell) کی تشریح

دقیق اور نشأۃ اولیٰ (Protoplasm) کے مظاہر حیاتیہ وخصائص پر ایک نظر ڈالی جائے، اور پھر فلسفہ علم الحیات کے مہمات مسائل بیان کئے جائین اور ارتقا، توریث و افتراق کے متعلق ڈارون، ڈی وری، اور گیلٹن کی مساعی جمیلہ نے جن مظاہر حیات کو بے نقاب کیا ہی وہ ملک کے سامنے پیش کئے جائین -

اگر جمود و تقلید مانع نہو تو اسی کے ساتھ یہ نہایت ضروری ہے کہ جتنی مثالین بیان کی جائین وہ حتی الامکان ہندوستان کی پیداوار مین سے ہون تاکہ براہ راست مشاہدات کئے جاسکین، اگر یہ نہوا تو علم النبات پر نئی تحقیقات کی امیدین رکھنا عبث ہوگا، اور چونکہ مثال مثل لہ سے زیادہ خفی ہوگی اسلئے مسائل کا سمجھنا بھی دشوار ہوجائیگا -

اشکال جو علم الحیات کے مضامین سمجھنے کے لئے نہایت ضروری ہین انکا اوسط اس رسالہ مین تقریباً ½ فی صفحہ ہے، یورپ مین اس فن پر جو کتابین شایع ہوتی ہین، ان مین اشکال وتصاویر کی کثرت وصحت کا نہایت اہتمام کیا جاتا ہے، متوسط درجہ کی نباتیات کی درسی کتابون مین اشکال کا اوسط فی صفحہ تقریباً ½ سے ایک تک ہوتا ہے،

ہم کہہ چکے ہین کہ یہ رسالہ مشتے نمونہ از خروارے سے زیادہ نہین ہے، لیکن جو کچھ اسمین بیان کیا گیا ہے، اسکی نظم و ترتیب کی ستائش نہین کیجاسکتی -

تمہید کے بعد پہلے باب مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ "پودون کی قسمین الگ الگ کیونکر ہوئین" اسمین نباتات کے ارتقا اور انکی تنوع کا نہایت مجمل اور سرسری بیان ہے -

دوسرے باب مین پودون کے کھانے کا ذکر ہے، اسمین اوّل پتون کے افعال اور پھر انکی ساخت اور پھر ساخت پر ماحول کے اثرات بیان کئے گئے ہین اور پودون کی تقسیم باعتبار عمر کے کیگئی ہے، طریق تغذیہ کے لئے جن تجارب کا بیان کرنا اس باب مین ضروری تھا وہ چھوڑ دیئے گئے

دن کی تشریح پر اکتفا کیگئی ہے، پتون کی ساخت پر ماحول کے اثرات اور پودون کی تقسیم پر جو
س باب مین ذکر کئے گئے ہین وہ ترجمۃ الباب کے تحت مین کسی طرح نہین آتے،

رے باب مین پودون کے پیے کا ذکر ہے اسمین جڑون کے افعال اور ظاہری ساخت و
، حل کیمیائی، پروٹوپلازم اور مخضرہ کا ذکر ہے، اسکے بعد پودون کی ناکمل تنویع کی گئی ہے
صفحے اسکی تشریح مین صرف کئے گئے ہین کہ باغبان پودے کے بڑھنے کے لئے زمین کا خیال
ین اور ہوا کا خیال کیون نہین کرتے، اسکے بعد پودون پر آب وہوا کے اثرات بیان کر
دائی نو دس صفحون مین جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ تو عنوان باب کے تحت مین آسکتا ہے
ین صفحے عنوان سے بالکل بے تعلق ہین، بلکہ اسکے بعض مباحث مثل حل کیمیائی اور اس کی
ن پودے کے بڑھنے کے لئے زمین کا خیال کیون نہین کرتے، علم النبات سے تھوڑا ہی
ں، اس باب مین بھی تجارب نہبت ہی کم اور بالکل ناکمل ہین،

ہارم وپنجم مین پودے کی تلقیح اور تلقیح کے طریقے بیان کئے گئے ہین اور باب ششم مین
ہے کہ پودے اپنے بیجون کو کس طرح پھیلاتے ہین، یہ آخری تین باب نسبتہً اچھے لکھے گئے ہین
ت کی ایک اوسط درجہ کی کتاب کا جو خاکہ ہم دیکھ چکے ہین، اسکے ساتھ اس رسالہ کے
بلہ کرنے سے اسکا اندازہ ہوسکتا ہے کہ یہ کتاب کتنی ناکمل ہے،

پر ایک سرسری نظر ڈالنے کے بعد ہم ان افسوسناک مسامحات واغلاط کا کچھ ذکر کرنا چاہتے
اس کتاب کی قیمت کم کردی ہے،

| ت | سب سے زیادہ حیرت انگیز یہ امر ہے کہ اس رسالہ کی زیادہ تر مثالین یورپ
| ن | پیداوار سے اخذ کیگئی ہین، شاید اس رسالہ کے ناظرین سے یہ توقع کیگئی ہے کہ
کے مطالعہ کے لئے یورپ کی بیابان نوردی اختیار کرین گے، ہندوستان کی پیش پا افتادہ

مثالین نظرانداز کرکے یورپ کی مثالین اختیار کرنے کے چند نمونے ہم پیش کرنا چاہتے ہین،

صفحہ ۲۶ مین پنجہ نما مرکب پتون کے بیان مین ہارس چسپ نٹ، درجینا اور اسٹرابری کے پتون کا ذکر کیا گیا ہے، حالانکہ سینبھل، کپاس امریکی کا نیوری، ارہر، موٹھہ اور پٹوا جو ہندوستانی پودے ہین انکی شکل کو مغربی پودون سے بہتر ظاہر کرسکتے تھے،

صفحہ ۲۷ مین ایک قسم کے پرنما پتون کے ذکر مین بلیڈ اسنا کا حوالہ دیا گیا ہے اور حیرت ہے کہ آم، جامن، کیلا، مرچ، گل عباس ایسے ہزارہا ہندوستانی پودون مین سے کوئی مصنف کے تخیل کو مائل نہ کرسکا۔

صفحہ ۲۷ ہی مین اسپینی چسپ نٹ کے بجاے مکوہ، کٹیلہ، جنگلی گوبھی، اور گل عباس یا شاہ بلوط کے بجاے شلجم ومولی، مرتج کے بجاے املی، ببول اور سرپھوکہ وغیرہ ہم ہندوستانیون کو زیادہ سمجھا سکتے تھے،

صفحہ ۳۰ مین آلو بخارا کے بجاے شفتالو، بیر، گل مہندی وغیرہ زیادہ مناسب تھے۔

صفحہ ۳۲ مین تیر نما پتون کی کوئی مثال نہین دیگئی، حالانکہ ہندوستان مین ایسے پودے بکثرت موجود ہین، منجملہ انکے کوڑیالا بھی ہے جسکے سفید قیف نما پھول صبح کو میدانون مین ہر شخص کی توجہ کو اپنی جانب مائل کرلیتے ہین،

کرم خور پودون کے بیان مین کافی تطویل سے کام لیا گیا ہے اور سات پودون کا حال بیان کیا گیا ہے، جنمین سے سوا دو ایک کے جو شملہ اور نینی تال پر ملتے ہین، اور کوئی ہندوستان مین نہین پایا جاتا ہے؛ اس سلسلہ مین اس پودے کا ذکر نہین کیا گیا، جو ہندوستان کی میدانی جھیلون مین بکثرت پایا جاتا ہے، چنانچہ لکھنؤ کے قریب چنہٹ جھیل مین بھی وہ بکثرت موجود ہے۔

صفحہ ۷۸ مین ناشپاتی کے پھولون سے مثال دیگئی ہے اور اس سے زیادہ مشہور اور متداول

دیگئی ہین،

…نجم وششم کی مثالین بھی زیادہ تر مغربی ہین، حالانکہ اس باب مین نباتات ہند اُن سے
…نہ تھے، مثلاً کیکئی، کپاس، مدار، کنیر، گنگچی، ڈسموڈیم، خرفہ، ببول، اکالا بچھوا، پنوار،
…یا وغیرہ،

…محات تھے، اب اغلاط کو ہم پانچ عنوانون پر تقسیم کرسکتے ہین، ہر عنوان کے تحت مین
…یان کرینگے۔ (۱) تعمیم ماحقہ التخصیص (۲) تخصیص ماحقہ التعمیم (۳) نظریات و مابالنزاع
…ت کی حیثیت سے ذکر کرنا، (۴) ایسے افعال و خواص کا ثبوت جو بے اصل ہین،
…ن اور تقیبین،

…ص | "اگر ہم کسی پھول کو نگاہ غور سے دیکھین تو ہمین ذیل کے پائین گے، پھول کے
…ہوتا ہے اسے میسلی کہتے ہین، یہ وہی عضو ہے جسکے ذریعہ سے توالد و تناسل ہوتی ہے،
…تے ہین، نچلا حصہ گولی کی طرح گول ہوتا ہے جسکو بیضہ دان کہتے ہین، بیضہ دان کے
…ہاگے کے مانند ڈنڈیان ہوتی ہین جنکو نالی کہتے ہین، اسکے سرے پر ایک ظرف ہوتا ہے
…کا زیرہ ہوتا ہے"

…ہی پودے مین نر و مادہ پھول دونون ہون تو کم از کم ایک شاخ کا فاصلہ ضرور ہوتا ہے
…ایک ہی شاخ پر نہین ہوتے۔"

| ان مین سے ہر ایک خانہ پھر دو خانون مین تقسیم ہو جاتا ہے اور جب تک کافی
…ت ایسڈ گیس اور روشنی ملتی رہتی ہے یہ تقسیم جاری رہتی ہے،

…سائل کا | "جتنے پودے دنیا مین پائے جاتے ہین خواہ وہ درخت ہون یا جھاڑی
…ذکر کرنا | یا گھاس پات سب ایک ہی مورث اعلیٰ سے پیدا ہوتے ہین۔"

"ہر ایک پودا بذات خود واحد نہین ہے بلکہ ایک بستی کی طرح اسمین بہت سے افراد ہین"

ایسے افعال و خواص کا ثبوت جو بے اصل ہین | "اگر ہم پتے سے ایک نہایت باریک ٹکڑا کاٹین اور خوردبین سے دیکھین تو ہم اوپر کے حصے مین ایک حصہ چھوٹے چھوٹے خانون کا پائین گے جنکے چارون طرف نہایت صاف و شفاف دیوارین ہونگی، یہ خانے پانی سے بھرے ہوتے ہین اور پتے کے اوپر پانی کے روکنے کا کام دیتے ہین اور کاربونک ایسڈ کو جو ہوا مین پھیلی ہوئی ہے، جذب کر لیتے ہین"

"ان خانون کے نیچے ایک اور حصہ ہوتا ہے جو بہینک اسفنج کا سا معلوم ہوتا ہے اسکا کام یہ ہے کہ جسقدر پانی، شکر، نشاستہ اور دوسری چیزین بنکر جو کچھ بچ رہتا ہے، یہ حصہ اسے نکال دیتا ہے اور دوران کو قائم رکھنے مین مدد دیتا ہے"

"ہمارے ملک ہندوستان مین ایک پودا ہوتا ہے جسکو نیلوفر کہتے ہین، یہ پودا ندیون یا جھیلون مین ہوتا ہے، اسمین دو قسم کے پتے ہوتے ہین"

"عام طور سے پتے جڑون سے نہین نکلتے بلکہ تنے سے، تاہم جب جڑین ہوا اور روشنی مین آجاتی ہین تو اُن سے کونپلین نکل آتی ہین"

"جو ان مفرد اجزا سے مرکبات تیار کرنے کے بجائے پیچیدہ اور مرکب غذاؤن کو توڑ پھوڑ کر مفرد بنا ڈالتا ہے"

غلط تعریفین اور تقیبین | "آپ پہلے سن چکے ہین کہ پتے کے اوپر ایک سلسلہ چھوٹے چھوٹے خانون کا ہے اور اسکے نیچے ایک سلسلہ سبز خانون کا، جنمین سبز مادہ بھرا ہوتا ہے، یہی سبز مادہ پودون کی زندگی کا باعث ہے، یہ مادہ لیسدار ہوتا ہے اور حقیقت مین یہی ابتدائی پودہ ہے، اس سبز مادہ کو علم نباتات کی اصطلاح مین مُخضِرہ کہتے ہین"

"مخضرہ جسکا بیان پہلے ہو چکا ہے، پروٹوپلازم کی ایک خاص قسم ہے"

ری کے پودے کی دو قسمین ہین، ایک وہ جسمین مخنزہ ہوتا ہے دوسرا وہ جسمین مخنزہ نہین ہوتا،
ف دو قسم کے پھولوں کی تلقیح ہوا کے ذریعہ سے ہوتی ہے، ایک تو صحرائی درختون کی دوسرے
شکل کے پودون کی، صحرائی درختون مین دیودار صنوبر وغیرہ ہین، اور گھاس کی شکل کے
یہون، چنا، جوار، باجرہ، چانول اور بانس وغیرہ؛"

امید ہے کہ آیندہ اشاعت مین ان تسامحات کی اصلاح کر دیجائیگی۔

ن ہم پھر اسکا اظہار کرنا چاہتے ہین کہ اس رسالہ کا طرز بیان ایسے لوگون کے لئے نمونہ
و سائنس پر ابتدائی کتابین لکھنے کا ارادہ رکھتے ہون۔

مطبوعات جدیدہ

گہوارۂ تمدن، مولوی نیاز محمد خان صاحب نیاز فتحپوری کی ایک جدید تصنیف ہے، جسمین اثری تحقیقات، قیاسی نظریات، تاریخی حوالون اور سفرنامون سے یہ دکھایا گیا ہے کہ جنس نسوانی نے ازمنۂ قدیمہ مین تہذیب وارتقاے عالم کا کہان تک ساتھ دیا، اور دنیا کی شائستگی اور مدنیت کی پیدائش مین اسکا کہانتک حصہ ہے، گھر کی ضروریات اور صنعت وحرفت کی تکمیل مین اس نے کہانتک دنیا مین کام کیا ہے،

اس موضوع پر گو انگریزی مین متعدد تصنیفات ہین اور اُن سے اردو مین ایک کتاب مرتب کر لینا آسان کام ہے، لیکن مولوی نیاز صاحب نے اس کتاب مین قابل داد کوشش ومحنت کی ہے، اور ہم ان کے زیادہ ممنون اس بات کے ہین کہ اُنھون نے کم از کم اس کتاب مین اپنی خاص ادبی زبان استعمال نہین کی ہے، اردو مین یہ مفید اور جدید معلومات امید ہے کہ لوگ دلچسپی کے ساتھ پڑہینگے اور مصنف کو فہرست مطبوعات اُردو مین ایک نئے باب کے افتتاح پر مبارکباد دینگے،

مولوی صاحب نے حاشیہ (یا فٹ نوٹ) کی جگہ استدراک کا لفظ جا بجا استعمال کیا ہے لیکن ہماری طرح انکو بھی معلوم ہے کہ اس لفظ کے معنی کیا ہین، اور اسکا صحیح موقع استعمال کیا ہے؟ جنس لطیف کے مقابلہ مین "جنس کرخت" کا لفظ شاید ہمارے اخوان جنس اپنے لئے پسند نکرین،

بہرحال کتاب دلچسپ اور نئے معلومات پر مشتمل ہے، لکھائی چھپائی عمدہ، تقطیع متوسط، ضخامت ۲۰۵ صفحے، قیمت عہ مصنف سے تاج محل بھوپال کے پتہ سے طلب کیجئے۔

شہنشاہ کونین، کلکتہ کے مسلمان طلبہ کو سیرۃ نبوی پر مضمون لکھنے کے لئے ایک انعامی مقابلہ کی

ی ہے، تمام طلبار مین حامد نعمانی اعظم گڈہی (پریسیڈنسی کالج کلکتہ) کا مضمون سب سے بہتر سمجھا گیا
ب راجہ صاحب محمود آباد کے ہاتھ سے ایک تمغہ دیا گیا، یہی مضمون مذکور شہنشاہ کونین
لیع کیا گیا ہے،

رسالہ مین سیرۃ نبوی کے مختصر واقعات سہل وآسان زبان مین خطیبانہ انداز سے لکھے
ادر عام شائقین اُسکا مطالعہ کرسکتے ہین، ضخامت ۱۰۰ صفحے، لکھائی چھپائی کاغذ متوسط،
: حامد نعمانی صاحب نمبر ۱۶۰ بو بازار اسٹریٹ کلکتہ،

نؤ) ہندوستان کی اسلامی آبادی مین لکھنؤ کو جو شرف وامتیاز حاصل ہے، اس سے کسکو
، ضرورت تھی کہ اس شہر سے جو ملک کی اسلامی آبادی بین دماغ کی حیثیت رکھتا ہے ایک
ور معتدل اخبار جاری کیا جائے، خدا کا شکر ہے کہ لکھنؤ کے چند باہوش اور صحیح الراے
کر وقلم نے اس ضرورت کو محسوس کیا، اور حقیقت کے نام سے ایک ہفتہ وار اخبار
ء سے جاری کردیا جو کامیابی کے ساتھ نکل رہا ہے،

ڑی تقطیع کے ۸ صفحے پر شائع ہوتا ہے، کاغذ، لکھائی، چھپائی سب قابل تعریف ہے
سرت کی بات یہ ہے کہ اسکا نصب العین صرف سیاست نہین، بلکہ علمی، تعلیمی، معاشرتی
غرض ملک وقوم کی زندگی کے ہر شعبے کو اُبھارنا اور درست کرنا چاہتا ہے، مہینہ مین
ن کی مطبوعات پر نظر کرتا ہے، ہر ہفتہ ملک کے اہم واقعات وحوادث پر تبصرہ
وطن کے مساعی جمیلہ سے اپنی قوم کو ہمیشہ آگاہ کرتا رہتا ہے، تعلیم ومعاشرت کی اصلاح
سیات مین اپنی راے ژرف نگاہی سے قائم کرتا ہے ہم ناظرین سے ملتمس ہین کہ وہ
رفرمائین کہ یہ چند روزہ خوش آیند بہار نہ ثابت ہو،
صہ، پتہ: دفتر حقیقت، وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ،

جلد پنجم	ماہ جمادی الاول ۱۳۳۸ھ مطابق فروری ۱۹۲۰ء	عدد دوم

مضامین

شذرات		۸۲ - ۸۷
مسئلۂ خلافت	مولوی ابوالحسنات ندوی	۸۸ - ۱۰۵
ہندوستان کے بحری کارنامے	جناب محمد یوسف صدیقی ایم اے بی ایل آنرز ایس	۱۰۶ - ۱۱۳
مسئلۂ زر	منشی مقبول احمد صاحب رئیس سندیلہ	۱۱۴ - ۱۲۷
ایران	مولوی محمد سعید صاحب انصاری	۱۲۸ - ۱۳۲
فلسفۂ امن		۱۳۳ - ۱۴۱
مسیحی دنیا کا ایک عجیب عقیدہ		۱۴۲ - ۱۴۴
اعلیٰ تعلیم اور طریق املا،		۱۴۴ - ۱۴۶
اخبار علمیہ		۱۴۷ - ۱۵۴
نامۂ سرسید		۱۵۵ -
ادبیات		۱۵۶ - ۱۵۷
مطبوعات جدیدہ		۱۵۸ - ۱۶۰

جدید مطبوعات

سیرۃ عمر بن عبدالعزیز، خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی سوانحعمری، اُنکے مجددانہ کارنامے، بنوامیہ کی تاریخ وطرز سیاست کی تفصیل اور اُنکے معائب ومحاسن کا موازنہ، از مولانا عبدالسلام ندوی، قیمت عہ، منیجر